ماہنامہ

دختران اسلام

لاہور

فروری 2017ء

قائد ڈے مبارک

تو ہے میرے لئے حاصل زندگی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مردِ آہن

دلوں کو فکرِ دو عالم سے کردیا آزاد
تیرے جنوں کا خدا سلسلہ دراز کرے

ہم رہبر دوراں، داعی اتحادِ امت، عہد ساز علمی وادبی شخصیت اپنے محبوب قائد
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو ان کی کامیاب اور لازوال زندگی کے
66 سالہ سفر پر **مبارکباد** پیش کرتی ہیں۔
اور ان کے ہمراہ اس مشن مصطفویؐ پر گامزن رہنے کا عہد کرتی ہیں۔

66 ویں
سالگرہ مبارک

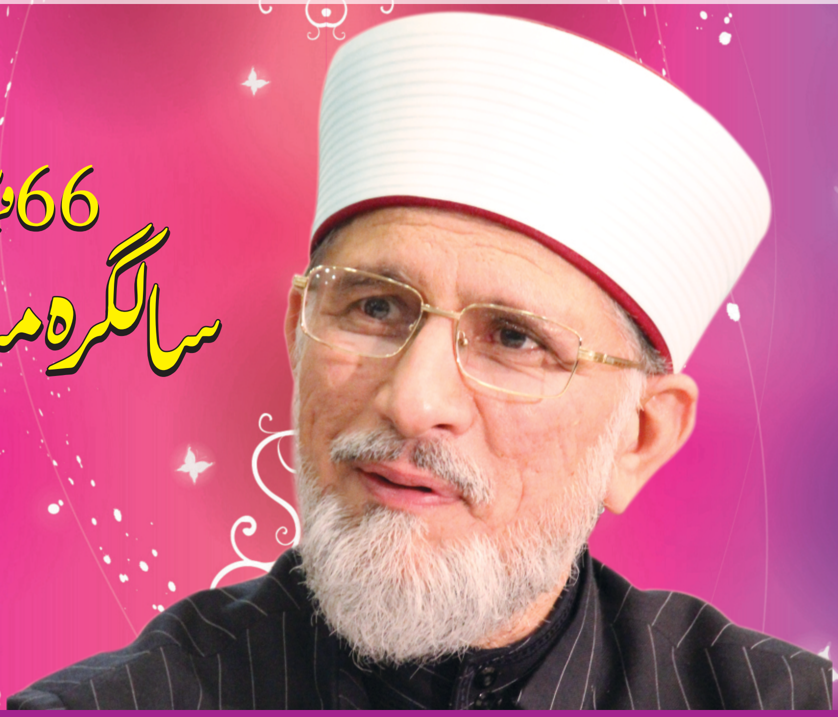

منجانب: **منہاج القرآن ویمن لیگ**

محترمہ فرح ناز (مرکزی صدر) محترمہ شاہدہ مغل (سینئر نائب صدر) محترمہ راضیہ نوید (نائب صدر)
محترمہ افنان بابر (مرکزی ناظمہ) اور تمام مرکزی ویمن لیگ ٹیم

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 24 شمارہ: 2 جمادی الاول ۱۴۳۸ھ / فروری 2017ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

مجلس مشاورت
صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی
خرم نواز گنڈاپور
احمد نواز انجم
جی ایم ملک
منظور حسین قادری
سرفراز احمد خان
غلام مرتضیٰ علوی
نور اللہ صدیقی
فرح ناز

ایڈیٹوریل بورڈ
رافعہ علی
عائشہ شبیر
سعدیہ نصر اللہ
راضیہ نوید

مینجنگ ایڈیٹر
صاحبزادہ محمد حسین آزاد

اسسٹنٹ ایڈیٹرز
نازیہ عبدالستار
ملکہ صبا

ناشر
علامہ محمد معراج الاسلام

کمپیوٹر آپریٹر
محمد اشفاق انجم

ٹائیٹل ڈیزائنر
عبدالسلام

فوٹوگرافی
محمود الاسلام قاضی

کتابت
محمد اکرم قادری

فہرست

اداریہ۔۔(آوازِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو)		5
منہاج القرآن ویمن لیگ کی تقریب حلف وفاداری سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب	علامہ محمد حسین آزاد	7
تو ہے میرے لئے حاصلِ زندگی	ڈاکٹر ابوالحسن الازہری	14
شیخ الاسلام اور بچوں کی تعلیم و تربیت	مسز فریدہ سجاد	18
شیخ الاسلام اور مردِ آہن	آسیہ سیف قادری	25
ڈاکٹر محمد طاہر القادری۔ عظیم مصلح	محمد احمد طاہر	32
الفیوضات المحمدیہ ؐ		40

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر/چیک/ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر   مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

قیمت فی شمارہ 35/- روپے

سالانہ خریداری 350/- روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-5168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ. اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ. مَتَاعٌ قَلِيْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ. (النحل، ۱۱۴ تا ۱۱۷)

’’پس جو حلال اور پاکیزہ رزق تمہیں اللہ نے بخشا ہے، تم اس میں سے کھایا کرو اور اللہ کی نعمت کا شکر بجا لاتے رہو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ اس نے تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ (جانور) جس پر ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو، حرام کیا ہے، پھر جو شخص حالتِ اضطرار (یعنی انتہائی مجبوری کی حالت) میں ہو، نہ (طلبِ لذت میں احکامِ الٰہی سے) سرکشی کرنے والا ہو اور نہ (مجبوری کی حد سے) تجاوز کرنے والا ہو، تو بے شک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ اور وہ جھوٹ مت کہا کرو جو تمہاری زبانیں بیان کرتی رہتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے اس طرح کہ تم اللہ پر جھوٹا بہتان باندھو، بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ (کبھی) فلاح نہیں پائیں گے۔ فائدہ تھوڑا ہے مگر ان کے لیے عذاب (بڑا) دردناک ہے‘‘۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

فرمان نبوی ﷺ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: إِذَا أَحَبَّ اللهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيْلَ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ. فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ، فَيُنَادِي جِبْرِيْلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْأَرْضِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بلاتا ہے (اور حکم دیتا ہے) کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پھر آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین والوں (کے دلوں) میں بھی اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔‘‘

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص۵۳۳، ۵۳۴)

حمد باری تعالیٰ

ادا ہو کس طرح حقِ مدحت
زباں پہ ہے صرف نام تیرا
میرے تخیل کی دسترس میں
کمال ہے یا رب مقام تیرا

جہاں میں کوئی بھی شے نہیں ہے
بقا ملی ہو دوام جس کو
مگر ہمیشہ رہے گا باقی
مرے خدا! ایک نام تیرا

ترے تجسس میں ہے پریشاں
اسیر ہوش و خرد ازل سے
بس اک جنوں تھا کہ جس نے پایا
قریب شہہ رگ مقام تیرا

نگاہ اس کی اٹھی نہیں ہے
کبھی ترے ماسوا کی جانب
ملا ہے وحدت کے میکدے سے
خوشا جسے ایک جام تیرا

ترے سوا کون ہے خدایا
مدد بھی چاہیں تو کس سے چاہیں
تجھی کو ہر دم پکارتے ہیں
کہ اسم اعظم ہے نام تیرا

جناب اقدس میں تیری حافظ
شفیع لاتا ہے اس نبیؐ کو
کہ جس پہ آتا ہے لامکاں سے
درود تیرا، سلام تیرا

(حافظ عبدالغفار حافظؔ)

نعت رسول مقبول ﷺ

ثمر لائی نبیؐ کی جستجو ہے
محمدؐ ہی محمدؐ سُو بہ سُو ہے

خدا کی جستجو والوں سے کہہ دو
لباسِ مصطفیٰؐ میں ہو بہ ہو ہے

یہاں پہ سانس بھی لینا ادب سے
یہاں حکم خدا لا ترفعوا ہے

اجل تو آکے اپنا کرم کرلے
مرا محبوبؐ میرے روبرو ہے

انہیں دیکھوں میں بس ان کو ہی دیکھوں
یہی میری نمازیں ہیں وضو ہے

زہے قسمت ہوں ان بندوں میں شامل
وہ جن کے واسطے لاتقنطوا ہے

یہ رنگینی ہے شادابی یہ نکہت
اسی کے دم قدم سے رنگ و بو ہے

سلیقہ جاں نثاری کا بھی اے دل
ابھی نا آشنا تیرا لہو ہے

مرے آقاؐ کرم قطبؔ حزیں پر
اسے دیدار کی بس آرزو ہے

(خواجہ غلام قطب الدین فریدی)

خواب

فرمودات علامہ اقبالؒ

یوں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہر یک دانہ
یک رنگی و آزادی اے ہمت کردانہ!
یا سنجر و طغرل کا آئین جہاں گیری
یا مردِ قلندر کے اندازِ ملوکانہ

(کلیات اقبال: بانگ جبریل، ص652)

تعبیر

ارشاداتِ قائد اعظمؒ

میں ضروری سمجھتا ہوں کہ زمینداروں اور سرمایہ داروں کو متنبہ کروں اس طبقے کی خوشحالی کی قیمت عوام نے ادا کی ہے۔ کیا آپ نے سوچا کہ کروڑوں لوگوں کا استحصال کیا گیا ہے اور اب ان کے لئے دن میں ایک بار کھانا حاصل کرنا بھی ممکن نہیں رہا۔

(اجلاس مسلم لیگ، دہلی 24 مارچ 1943)

وہ جو لذتیں، سرشاریاں اور تنہائیاں تھیں، وہ نہ رہیں۔ اب کبھی ابوجہل کو سمجھانا اور کبھی ابولہب بدبخت کو سمجھانا! مولا! میں ان سے گھبراتا نہیں ہوں۔ میں خوش ہوں تیرے حکم کی تعمیل ہے مگر یہ کہ من کی وہ سرشاریاں جو غار میں ملتی تھیں اب وہ مواقع نہ رہے۔ اللہ نے فرمایا محبوب ﷺ ہم نے جمع الجمع کا مقام دے کر آپ کا بوجھ اتار دیا۔ اب آپ کا حال غار والے حال سے بھی اونچا ہو گیا۔ غار کیا تھی وہ تو بعثت سے پہلے کی سرشاریاں تھیں، اب آپ کو وہ سرشاریاں دیتے ہیں جو ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ پر میسر تھیں۔ اس لئے اب آپ ﷺ کی زندگی کا ہر لمحہ معراج ہے۔ وہ معراج جس کا ذکر قرآن وحدیث میں آیا وہ امت کو بتانے کے لئے ہے۔ حضور ﷺ کی اپنی ذات کے لئے حضور ﷺ کا ہر لمحہ معراج ہے۔

(خطاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ العالی، بعنوان ایمان ایک جامع حقیقت، مجلّہ منہاج القرآن، مارچ 2016ء)

تکمیل

افکارِ شیخ الاسلام مدظلہ

آوازِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

''آوازِ خلق کو نقارہ خدا سمجھو'' کے مصداق کسی شخصیت کے مقام و مرتبہ کو معلوم کرنے کے لئے اس شخصیت کے بارے میں رائے عامہ کا جاننا ضروری ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ اسے کس رنگ میں دیکھتے ہیں۔ اس حوالے سے جائزہ لیا جائے تو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری ان چند نابغہ روزگار ہستیوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے اپنے علم و عمل، فکرو فلسفہ اور سیرت و کردار سے کروڑوں افراد کو متاثر کیا ہے اور لاکھوں افراد کی زندگیوں میں انقلاب برپا کیا ہے۔ آپ دین اسلام کو جس جدید، منفرد اور اچھوتے انداز میں پیش کررہے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہے۔ بالخصوص انہوں نے آج کے عقل پرست اور مادیت زدہ نوجوانوں کے دل و دماغ سے تشکیک کا ازالہ کرکے اس کی جگہ یقین کی سرمدی اور لازوال دولت بھردی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی شخصیت اور خدمات کے کئی گوشے اور پہلو ہیں۔ جن میں سے ایک نہایت اہمیت کا حامل گوشہ یہ ہے کہ آپ نے کسی مخصوص مسلکی و گروہی تعصب میں پڑے بغیر قرآنی فکر کی دعوت وتعلیم کا اس کی روح کے مطابق صحیح معنوں میں ابلاغ کیا ہے۔ بالخصوص آپ نے وضعیت کے سانچوں کو توڑتے ہوئے اسرائیلیات اور عقلیات کے ان تمام الجھاؤ کا قلع قمع کیا ہے جو متقدمین کی تفسیر میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کی دعوتی حکمت عملی اور مفسرانہ بصیرت سے امت اجابت کی اصلاح وتربیت کے علاوہ پوری امت دعوت بھی فیض یاب ہورہی ہے۔ آپ کی تحقیق نے ایسے ایسے گھمبیر مسائل کو حل کیا ہے جن کا تعلق دین اسلام کے اہم پہلوؤں اور عقیدہ وعمل کے ضابطوں کے ساتھ تھا۔ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نہ صرف ایک فکر، ایک تاریخ اور موجودہ صدی کی اہم علمی شخصیت ہیں بلکہ اب ان کی ذات اور ان کا نام خود ایک حوالہ بن چکا ہے جو بلاشبہ کسی بھی ذات اور شخصیت کا سب سے بڑا مقام و مرتبہ ہے جس پر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، حضور نبی اکرم ﷺ کی خاص توجہات، اپنے مرشد گرامی کے خاص فیض، اپنے والدین کی خاص تربیت، اپنے اساتذہ کرام کے علم وعمل اور بزرگان دین کی خاص دعاؤں کے توسل اور اپنی محنت، لگن، خلوص اور خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے اپنی زندگی ہی میں فائز ہوچکے ہیں۔

ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی علمی وتحقیقی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو روز روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے کہ ان کی زندگی مسلسل محنت، جدوجہد اور عزم مصمم کی خوبصورت کڑی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک زمانہ آپ کی علمی قدرو منزلت کا معترف ہے اور اپنے پرائے سب اس کا اعتراف کرتے ہیں۔ اگر ان کے اعزازات کا جائزہ لیا جائے تو ان کی فہرست بڑی طویل ہے۔ جن میں سے چند اہم اعزازات درج ذیل ہیں:

ا۔ 1971ء میں آل پاکستان مسلم ایجوکیشنل کانفرنس نے آپ کو قائداعظم گولڈ میڈل سے نوازا۔

۲۔ 1972ء میں پنجاب یونیورسٹی سے گولڈ میڈل حاصل کیا اسی سال پاکستان کلچرل گولڈ میڈل بھی ملا۔
۳۔ 1984ء میں ملی خدمات کے اعتراف میں کاروان شفقت پاکستان نے گولڈ میڈل اور سند امتیاز سے نوازا۔
۴۔ 1984ء ہی میں نمایاں خدمات کے صلے میں آپ کو قرشی گولڈ میڈل کے علاوہ سند امتیاز دی گئی۔
۵۔ انٹرنیشنل بائیوگرافیکل سنٹر (IBC) آف کیمبرج انگلینڈ کی طرف سے تعلیم اور سماجی بہبود کیلئے دنیا بھر میں عظیم خدمات کے صلے میں آپ کو The International Man of the Year 1998-99 قرار دیا گیا۔
۶۔ امریکن بائیوگرافیکل انسٹی ٹیوٹ (ABI) کی طرف سے دنیا کے سب سے بڑی غیر حکومتی تعلیمی منصوبے چلانے، 250 کتب (جبکہ اب کتب کی تعداد 500 سے زائد ہوچکی ہے) کے مصنف ہونے، 5000 سے زائد موضوعات پر دنیا کے مختلف خطوں اور اداروں میں لیکچرز دینے، تحریک منہاج القرآن کے بانی اور منہاج انٹرنیشنل یونیورسٹی کے چانسلر ہونے کی خدمات کے صلے میں ''دی انٹرنیشنل کلچرل ڈپلومہ آف آنرز'' (The International Cultural Diploma of Honour) دیا گیا۔
۷۔ امریکن بائیوگرافیکل انسٹی ٹیوٹ (ABI) کی طرف سے دنیا بھر میں مختلف میدانوں میں معاشرے کے لئے غیر معمولی خدمات کے اعتراف پر International Who's of contemporary achievement کے پانچویں ایڈیشن میں پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری پر ایک باب شامل اشاعت کیا گیا ہے۔
۸۔ بیسویں صدی کے International Who is Who کی طرف سے آپ کو Certificate of Recognition دیا گیا۔
۹۔ مختلف شعبہ ہائے زندگی میں موثر خدمات انجام دینے پر بیسویں صدی کا Achievement Award ملا۔
۱۰۔ امریکن بائیوگرافیکل انسٹیٹیوٹ (ABI) کی طرف سے آپ کو بیسویں صدی کی غیر معمولی شخصیت (Outstanding Man of the 20th Century) کا خطاب دیا گیا۔
۱۱۔ بیسویں صدی میں غیر معمولی علمی خدمات پر Leading Intellectual of the World کا خطاب دیا گیا۔
۱۲۔ فروغ تعلیم کے لئے آپ کی بے مثال خدمات پر International Who is Who کی طرف سے Individual Achievement Award دیا گیا۔
۱۳۔ بے مثال تحقیقی خدمات پر آپ کو ABI کی طرف سے Key of Success کا اعزاز دیا گیا۔

علاوہ ازیں قومی اور بین الاقوامی جامعات (Universities) میں آپ کی فکروشخصیت اور خدمات پر تحقیقی کام بھی ہورہے ہیں۔

تحریک منہاج القرآن ۔۔ غلبہ حق اور تجدید دین کی تحریک

منہاج القرآن ویمن لیگ کی تقریب حلف وفاداری سے
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

ترتیب وتدوین: صاحبزادہ محمد حسین آزاد / معاونت: نازیہ عبدالستار

اللہ رب العزت کا شکر ہے جس کی توفیق سے ہم اس کے دین اور اس کے محبوب حضور ﷺ کی امت اور انسانیت کی حقیر سی خدمت کرنے کے قابل ہوئے۔ دو چار چیزیں آج کی اس تقریب حلف وفاداری سے قبل چاہتا ہوں کہ آپ کو سمجھا دوں۔ آپ انہیں اپنے ذہن نشین کرلیں، دلوں میں اتار لیں اور اپنے فکر، فہم، عمل اور اپنی جدوجہد کے لئے اس سے روشنی حاصل کریں۔ ہماری تحریک اور ہمارا مشن اور ہماری جدوجہد احیاء دین، تجدید دین اور غلبہ حق کے لئے ہے۔ اس تحریک کا عنوان منہاج القرآن رکھا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے قرآن کا راستہ۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو مبعوث کرنے کے مقصد کا ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے فرمایا:

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○

(التوبۃ:۳۳)

’’وہی (اللہ) ہے جس نے اپنے رسول (ﷺ) کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس (رسول ﷺ) کو ہر دین (والے) پر غالب کردے اگرچہ مشرکین کو برا لگے‘‘۔

تمام ادیان پر غالب کرنے کے کئی معانی ہیں مگر بنیادی یہ ہے کہ وہ اس دین کو مغلوبیت کے حال سے نکال دے اور اس کو طاقت دے کر۔ مضبوط اور مستحکم کردے اور ہماری زندگیوں اور معاشرے میں اسے غالب کردے۔

اس مشن کی ابتداء میں جب میں نے منہاج القرآن قائم کیا تو اس کا آغاز دعوت سے کیا۔ تنظیمات بنائیں تو ان کے ذمے دعوت کا کام لگایا اور دعوت کو آگے بڑھانے کے لئے وابستگی کی شکل رکھی پھر پہلی Stage پر اس میں جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کے نام سے تعلیم کے کام کا آغاز کیا۔ ایک اکیڈمی بنائی پھر وہ

ادارہ بنا پھر جامعہ بنا پھر یونیورسٹی بنی پھر تعلیمی ادارے بنتے چلے گئے تو گویا دعوت اور تنظیم کے کام کے ساتھ تعلیم کے کام کا آغاز کیا۔ پھر خدمت انسانیت اور ویلفیئر کے کام کا آغاز کیا۔ پھر لوگوں کے اندر شعور کی بیداری، باطل اور کرپٹ نظام کو تبدیل کرنے، حق کو باطل پر غالب کرنے اور اس کو ایک جدوجہد کی شکل دینے کے لئے سیاسی کام کا آغاز کیا۔ یوں ہماری بہت ساری جہتوں کے کام کا آغاز ہوگیا لیکن آپ اس بات کو کبھی نہ بھولیں کہ ان میں سے کسی ایک چیز کو اگر آپ مرکوز کرلیں گے کہ اس کام کا آخری اور حتمی نتیجہ اتنے عرصے میں ہوگا تو پھر غلبہ حق، تجدید دین اور احیاء اسلام کا کام مکمل ہوگا ورنہ نہیں۔ میں ایمانداری سے یہ بات سمجھتا ہوں جو آپ کو کہہ رہا ہوں اور اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور آپ بھی اللہ کا شکر ادا کریں اور اس بات میں میرے دل اور ذہن میں کسی سطح پر کسی درجے میں بھی ابہام یا کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور وہ یہ کہ ارتقاء کا عمل جاری رہتا ہے۔ جیسے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے 23 برس جدوجہد فرمائی تو حیات مبارکہ کے آخری سال میں جا کر آیت کریمہ اتری:

"الیوم اکملت لکم دینکم" (آج کے دن ہم نے آپ کے لئے آپ کا دین مکمل کردیا)

اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس سے ایک یا دو سال پہلے تک حضور ﷺ کا کام ناقص تھا اور اس آیت کے اترنے کے بعد کامل ہوا۔ نہیں بلکہ کام جب اپنی سمت میں جا رہا ہو اور نتائج پیدا کرتا ہوا جا رہا ہو اور اس کام کی کئی جہتیں ہوں تو اس میں Ups and Downs آرہے ہوتے ہیں مگر مجموعی طور پر آپ کو اپنے اہداف کا تعین کرنا ہوتا ہے۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام اپنے کام کو جب لے کر چلے تو آپ کامل کام فرما رہے تھے اور کامل نتائج آرہے تھے اور ہر وقت کامل منزل کی ہی طرف بڑھ رہے تھے لیکن جو کام آپ کو سپرد کیا گا وہ قرآن مجید کا نزول تھا۔ اس کے لئے یہ اعلان کردیا گیا کہ ''آج کے دن آپ کے لئے آپ کا دین مکمل کردیا اور یہ نعمت تمام کردی''۔ کیونکہ اس کا ایک وقت مقرر تھا جو آقا علیہ السلام کی حیات مبارکہ کے آخری سال میں ہوا۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ تجدید دین اور احیاء اسلام کے ہمارے اس کام کا سوئے کمال تو سفر جاری رہے گا کیونکہ کمال کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ تکمیل ایک ایسا Process ہے کہ اس کا End نہیں ہے چونکہ تکمیل میں حسن ہے۔ کسی بھی چیز کے کمال میں ایک Extreme beauty ہے اور Beauty کی limit کوئی نہیں۔ آپ کوئی خوبصورت ترین شے بنالیں جیسے مکان، لباس، گارڈن، روڈ، سٹریٹ یا دنیا کی کوئی بھی شے ہو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس سے زیادہ خوبصورت نہیں بن سکتی۔ اس جملے کا اطلاق کائنات خلق میں صرف ایک وجود پر ہوتا ہے اور اس وجود کا نام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے کیونکہ حضور ﷺ کو جو کمال اور حسن ملا اس سے آگے کمال اور حسن کا کوئی

وجود نہیں ہے۔

آپ ﷺ جب عالم مکان میں بھی آخری کنارے پہ پہنچتے ہیں تو End کوئی نہیں اس کے آگے پھر لامکان شروع ہوجاتا ہے۔ حالانکہ سدرۃ المنتہٰی کہہ دیا گیا تھا کہ یہ منتہٰی ہے یعنی End ہے مگر جس کو End کہا وہ بھی مکمل انتہاء نہیں تھی۔ پھر اس کے بعد لامکان تھا۔ لہٰذا تکمیل کے سفر میں بڑی منزلیں اور بڑے مرحلے ہمیشہ ہوتے ہیں جنہیں انسان عبور کرتا چلا جاتا ہے۔ ایک تو معنیٰ یہ تھا جس کے مطابق ہمیشہ تکمیل کا سفر جاری رہتا ہے۔

ایک معنی اس کا دوسرا ہے جس کا اشارہ کررہا ہوں اور اس معنی میں تجدید دین اور احیاء دین کہ جس کے لئے تحریک منہاج القرآن قائم کی گئی تھی اور اللہ رب العزت نے جس نوکری کے لئے مجھے چنا اور احسان کیا وہ تجدید دین ہوچکی ہے مگر اس Sense میں ہوچکی ہے اور ایسی تکمیل ہے جس کے مرحلے تسلسل سے جاری رہیں گے۔ میری زندگی میں بھی رہیں گے۔ میری زندگی کے بعد بھی رہیں گے۔ اب تکمیل کیسے ہوچکی؟ آپ چودہ سو سال کی تاریخ کو پڑھیں جن ہستیوں کو اللہ رب العزت نے دین کی تجدید کا کام سونپا ہے دوسری صدی کے اوائل تک تابعین کا دور ہے۔ جس کو آقا علیہ السلام نے خیرالقرون کہا۔ میں ایک بڑی خاص بات آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ ایک Study کروا رہا ہوں اور جو میری بیٹیاں اور بہنیں تھوڑا علم سے، کتابوں سے، تاریخ سے اور مطالعہ سے شغف رکھتی ہیں وہ اس کی سٹڈی کریں کہ جو بات میں نے سمجھائی ہے وہ درست ہے یا نہیں۔

تجدید دین اور احیاء دین کا کام دوسری صدی ہجری سے شروع ہوا۔ مجدد آتا ہے Struggle کرتا ہے، اپنے فرائض ادا کرتا ہے تو کام آگے چلتا ہے جس کا اثر جاکر اگلی صدی تک ہوتا ہے۔ اس طرح چودہ صدیوں کی تاریخ کو اٹھائیں اس میں جتنی کتب لکھی گئیں۔ امام جلال الدین سیوطیؒ نے دس صدیوں کے مجددین کا ذکر کیا ہے اور ان کے نام سے ہر ایک کا ٹائیٹل قائم کیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ پورے چودہ سو سال کی تاریخ تجدید دین، دعوت دین اور احیاء دین کا مطالعہ کرلیں ہر دور میں تجدید کا کام ہوا ہے۔ اس دور کے حالات کو پڑھ لیں۔ سو کتابیں ملیں ان کو جمع کرلیں اور جنہوں نے تجدید کی ہے ان کو دیکھیں وہ کیا تبدیلی لائے ہیں؟ ایک پیمانہ ہونا چاہئے کہ انہوں نے کون سا کام کیا ہے جس کی وجہ سے انہیں مجدد کہا گیا اور امت نے ان کو مجدد مانا۔ پھر دیکھیں ان کے کام کے نتائج کیا نکلے؟ ان کے اثرات سوسائٹی پر کیا مرتب ہوئے؟ کیا تبدیلی آئی کیا نہیں آئی؟ یہ میں سب کو دعوت دے رہا ہوں کہ بغیر عقیدت کے اور بغیر مشن سے وابستگی کے غیر جانبدارانہ مطالعہ کرلیں اور

یہ دیکھیں کہ وہ امام، مجدد اور بزرگ جب آئے حالات کیا تھے؟ تجدید کی کس کس میدان اور فیلڈ میں Society کو ضرورت تھی۔ خرابیاں کیا تھیں۔ مغلوبیت کس چیز کی تھی، دین کے کس کس گوشے کی مغلوبیت تھی۔ انہوں نے کس چیز کو چیلنج کیا۔ کیا کمی تھی جسے پورا کیا۔ امت کو کیا Produce کر کے دیا۔ اس کا اثر ان کی وفات تک کیا تھا؟

اور پھر آج سے 35 برس پہلے تحریک منہاج القرآن قائم ہوئی۔ 35 برس میں آج تک جو کچھ یہاں سے Produce ہوا اور سوسائٹی اور امت کو ملا۔ اس کام کو Compare کر لیں۔ اگر چودہ سو سال کی کسی ایک صدی کا کام اس کام سے بڑھ جائے جو ہم نے کیا تو تجدید کا انکار کر دینا۔

میں نے آپ کو ہمیشہ کہا ہے کہ آپ کی تحریک اس صدی کی تجدید کی تحریک ہے۔ جو نہیں مانتے ان سے پوچھیں پیمانہ کیا ہے؟ اگر آپ کو کسی سے اختلاف ہے آپ ان کو نہیں مانتے اور ان کے کام کا انکار کر دیں تو یہ الگ بات ہے مگر حقیقت تک رسائی کے لئے اس کا کوئی پیمانہ تو مقرر کرنا پڑے گا۔ اس لئے میں نے پیمانہ خود مقرر نہیں کیا پورے 13، 14 سو سال کے تجدیدی کاموں کا معیار اور پیمانہ مقرر کر لیا ہے۔

آپ 500 سے زائد مطبوعہ کتب امت کو دے چکے ہیں۔ ٹھیک ہے پرنٹنگ پریس کو شروع ہوئے دو تین سو سال ہوئے ہیں جس میں کتابیں چھپی ہیں۔ مغربی دنیا میں بھی اور یہاں بھی۔ اس سے پہلے چھپنے کا کلچر اتنا نہیں تھا۔ قلمی مخطوطے ہوتے تھے مگر آپ کی اس تھوڑے عرصے کے اندر 500 سے زائد کتابیں چھپ چکی ہیں۔ میرے خیال میں 500 سے زائد کتابیں کسی کی زندگی میں چھپ کے آجائیں ایسا واقعہ تاریخ میں میرے علم میں نہیں آیا۔ آپ نے قرآن کا ترجمہ، فہم کے لئے امت کو دیا ہے۔ ڈیڑھ سے 2 سو کے درمیان صرف احادیث پر کام دیا ہے۔ احادیث پر کئی صدیوں سے لٹریچر کا آنا بند ہو گیا تھا اور پہلے کے کئے ہوئے کاموں پر زیادہ تکیہ تھا۔ پچھلی ایک دو صدیوں میں کچھ کام ہوئے ہیں مگر وہ شروح اور حواشی کے کام ہوئے ہیں۔ ہر Subject کو حضور ﷺ کی حدیث کی شکل میں جامعیت کے ساتھ لوگوں کے ہاتھ تک پہنچا دینا اتنا بڑا کام کئی صدیوں سے بند تھا جو الحمدللہ تحریک منہاج القرآن کے وسیلے سے اللہ پاک نے امت کو عطا کیا۔ مغربی دنیا اور عالم عرب بھی اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔

پھر حضور ﷺ کی ذات کے ساتھ عشق و محبت اور آقا علیہ السلام کا ادب و احترام کا تصور جو دوسرے خیالات اور افکار و نظریات کے غلبے کے باعث ختم ہو گیا تھا یا دب گیا تھا یا دلیل سے خالی اور نہایت کمزور ہو گیا تھا۔ جن کے پاس تھا وہ صرف روایت کی صورت میں تھا۔ عقیدہ محبت رسول، عقیدہ ادب رسول اور عقیدہ نسبت

رسول کے پیچھے دلیل ختم ہوگئی تھی۔ میرے الفاظ کو یاد کرلیں یہ جملہ نہیں بولا کہ محبت رسول نہیں رہی تھی۔ عشق رسول ﷺ اور محبت رسول ﷺ روایتی طور پر برقرار تھی مگر چھوٹے حلقوں میں سمٹ گئی تھی۔ بہت سارے گھروں اور حلقوں سے نکل گئی تھی اور جو یہ عقیدہ رکھتے تھے وہ دب گئے تھے اور عشق رسول ﷺ سے خالی مذہب، دین اور عقیدہ غالب آ گیا تھا۔ میں دوسروں کے نام نہیں لینا چاہتا کہ کون کون سی جماعتیں پیدا ہوئیں؟ کون کون سے مفکر پیدا ہوئے؟ دین کا کیا کیا رخ پیش کیا؟ کس طریقے سے دین کی تبلیغ کی؟ کس طریقے سے دین کو پیش کیا؟ کیا کیا کتابیں لکھیں؟

نتیجتاً برصغیر پاک و ہند میں پڑھا لکھا طبقہ ان کی طرف مائل ہوگیا اور جو لوگ عشق و محبت کی بات کرنے والے تھے وہ پسماندہ تصور ہونے لگے۔ وہ پیچھے چلے گئے اور دب گئے۔ ان میں بات کرنے کی جرات نہ رہی اس پورے عقیدے کی پیچھے ہمارے لوگوں کے پاس نہ قرآنی دلیل بچی نہ حدیث کے دلائل تھے۔ یہ سارا خطہ اپنے عقیدے کی دلیل سے خالی ہوگیا۔ پھر اس عرصہ میں میں نے دروس قرآن دیئے۔ خطابات کئے، اجتماعات کئے، حلقات درود قائم کئے پھر TV پر آئے پھر کتب تصنیف ہونا شروع ہوئیں، کتابیں آئیں، لٹریچر آئے، چلتے چلتے پھر اتنی کتب، حدیث کی آئیں اتنے دلائل آئے کہ ٹھاٹھے مارتا ہوا سمندر بن گیا۔ جس کو رد کرنے کی کسی کو جرات نہیں ہوئی۔

آپ کو یاد ہے میلاد النبی ﷺ منانے پر فتوے لگتے تھے۔ اب وہی ملک ہے آج ہے کوئی شخص جو میلاد النبی ﷺ کے خلاف آواز بلند کرتا ہو۔ بعض لوگ میلاد النبی ﷺ منانے کو شرک کہتے تھے۔ اب ان کو دعوت دیں تو وہ میلاد النبی ﷺ کے عنوان پر منعقد ہونے والے پروگرام میں آجاتے ہیں۔ ہم نے نہج تبدیل کردی، فکر اور سوچ تبدیل کردی اور میلاد النبی ﷺ منانے کا سوسائٹی میں دوبارہ کلچر بحال کردیا۔ نعت خوانی کو جاہلوں کا وطیرہ سمجھا جاتا تھا۔ اب ہر طبقہ فکر نعت خوانی کرواتا ہے۔ مجھے آپ بتائیے ہر طبقے میں اس کا رواج پاجانا، آج منہاج القرآن کو نکال کر پاکستان اور برصغیر پاک و ہند سے کوئی Claim کرسکتا ہے کہ ان کی کوشش سے یہ تبدیلی آئی ہے۔ ایمانداری کی بات یہ ہے کہ جو لوگ آپ کی مخالفت کرتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں وہ بھی سٹیج پر آنے سے پہلے آپ کو سن اور پڑھ کر آتے ہیں۔ علم آپ سے لیتے ہیں ان کے گھروں اور کمروں میں کیسٹس اور کتب آپ کی ہیں۔

یعنی موافق و مخالف ہر شخص آپ کی کتاب کا محتاج ہے اور تجدید دین کس کو کہتے ہیں؟ یعنی آپ نے سوچ کی طرز بدل دی ہے۔ فہم بدل دیا ہے، کلچر بدل دیا ہے۔ سائیکی Change کردی ہے اور جو عقیدہ

مغلوب تھا اس کو غالب کر دیا ہے۔ اب مجال ہے کسی کی کہ عشق رسول ﷺ کے خلاف آواز اٹھائے۔ ایک وقت تھا یہاں لاہور کے اندر خطابات ہوتے تھے کانفرنسیں ہوتی تھیں۔ اکٹھے ایک ہی پلیٹ فارم پر Speeches ہوتیں کوئی اور صاحب تھے وہ بھی نامور تھے مبلغ تھے، TV پر آتے تھے اب وہ وفات پاگئے ہیں لوگ انہیں جانتے تھے۔ مجھ سے پہلے Speech میں وہ عشق رسول کو رد کرتے تھے کہ یہ اسلام کی ٹرم ہی نہیں ہے۔ اس کا اسلام کے لٹریچر میں ذکر ہی کوئی نہیں۔ قرآن اور حدیث کسی جگہ عشق کا ذکر نہیں۔ جب میرے خطاب کی باری آتی تو میں اسی وقت ان کے موقف کو رد کرتا اور عربی کتب سے عشق پر مبنی عبارتیں بیان کرتا تو 10 منٹ تک تالیاں بجتی رہتی تھی۔ مقصد بات کا یہ ہے کہ ایسے طبقات بھی تھے مگر حضور ﷺ کے عشق اور محبت کے عقیدے کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز دب گئی۔ یہ حضور ﷺ کے ساتھ عقیدہ محبت و عشق کا کام تھا۔

پھر گوشہ درود کی صورت میں روئے زمین پر چوبیس گھنٹے آقا علیہ السلام کے دربار عالیہ کے علاوہ کسی جگہ پر ہمہ وقت درود پڑھنے کا نظام جاری کر دیا۔ ایک جگہ حضور ﷺ کے درود کے نام پر وقف ہوگئی جہاں چوبیس گھنٹے شب و روز درود پڑھا جائے اور پھر دنیا بھر میں لوگ متعلق ہو جائیں کہ ایک جگہ بیٹھ کر اجتماعی طور پر درود پڑھیں اور بھیجیں۔ ایک روحانی کلچر اور ماحول Create کر دیا گیا۔ پھر لوگوں نے گھروں میں حلقہ درود کے نام سے محافل شروع کر دیں، جگہ جگہ حلقات درود شروع ہوگئے۔ حضور ﷺ کے درود پاک کو اتنا پاپولر کرنا اور درود پاک کے ساتھ امت کو متعلق کر دینا اور شب و روز میں داخل کر دینا یہ تحریک منہاج القرآن کا ایسا کارنامہ ہے جس کا آج کے دن تک کوئی بدل نہیں دے سکتا۔

پھر جب دہشت گردی اور انتہا پسندی کی لہر آئی ہے۔ پوری دنیا کو اس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ پوری مسلم ورلڈ سے کسی نے اس کو چیلنج کرنے کی جرات نہیں کی۔ صرف مذمت کی گئی مگر دلیل کی قوت کے ساتھ کوئی اس کے سامنے کھڑا نہیں ہوا۔ دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف پوری مسلم ورلڈ میں تحقیقی جامع فتویٰ صرف منہاج القرآن نے پیش کیا۔

امریکہ، انگلینڈ، یورپ، عرب ورلڈ میں جب بحث ہوتی ہیں اور وہ جب اسلام کو Defend کرتے ہیں اور Narrative پیش کرتے ہیں تو وہ میری کتاب پکڑ کر لہراتے ہیں اور اس کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ کیسے کہتے ہیں کہ اسلام انتہاء پسند ہے۔ امریکہ کے چرچز میں پادری مسلمانوں اور اسلام کی حمایت میں Speech کرتے ہیں تو میرے فتویٰ کو کوٹ کرتے ہیں۔ ابھی انڈونیشیا کے علماء نے فتویٰ کی 10 ہزار کا پیاں

گورنمنٹ کے مدد سے انڈونیشین لینگویج میں ترجمہ کرکے پورے ملک میں تقسیم کی ہیں اور انہوں نے اس موضوع پر Conference کی تھی جس میں حسین بھائی نے شرکت کی۔ یہی پوزیشن ملائشیا میں تھی جہاں سرکاری سطح پر بھرپور پذیرائی ملی۔ اسی طرح دنیا کے کئی ممالک میں ہوا۔

پھر بیداری شعور کا کام کیا کیونکہ ایک دور وہ تھا کہ جو لوگ دین پر تھے وہ انتہاء پسند ہوگئے تھے۔ عقل سے فارغ تھے۔ گالی گلوچ کرنا، دوسری کو کافر بنادینا، فتویٰ بازی ان کا وطیرہ بن گیا تھا جبکہ دوسرا طبقہ بالکل سیکولر ہوگیا تھا اور ان کے رویے سے متنفر ہوکر دنیا داری اختیار کرلی تھی۔ یعنی اسلام کو Practice کرنے والے بالکل بیک ورڈ ہوگئے تھے اور ماڈرن، سیکولر ہوگئے تھے۔ درمیان میں Space ختم ہوگئی یا بہت تھوڑی رہ گئی تھی۔ جس میں لوگ Moderate ہوں جو اسلام کی اقدار کو بھی رکھیں اور جھجک اور شرم محسوس نہ کریں دوسری طرف ماڈرن بھی رہیں جو سیکولر مزاج کو قابل قبول ہو۔ ان حالات میں آپ نے دین کا ماڈریٹ ویژن اتنی قوت و طاقت کے ساتھ پیش کیا کہ بینظیر بھٹو جیسی خاتون آپ کی لائف ممبر بننے پر مجبور ہوگئی۔ انہوں نے مجھے حلفاً کہا میں آپ کا اسلام کا Moderate vision دیکھ کر اور اس سے متاثر ہوکر منہاج القرآن کی ممبر شپ لے رہی ہوں۔ یہ تو میں نے ایک مثال دے دی، آپ کے سامنے اس سوسائٹی کے ہزاروں اور لاکھوں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ایسے ہیں جو آپ سے محبت کرتے ہیں۔ ابھی کراچی کے اندر ایئر پورٹ پر بیٹھے بچے بچیوں کو لڑکے لڑکیوں، مردوں اور عورتوں کو میں نے دیکھا کہ کس طرح لپک کر آرہے تھے اور مل رہے تھے۔ یہ ان کی محبت تھی ورنہ پہلے وہ کسی مذہبی شخصیت کے قریب سے نہیں گزرے تھے اور ان کو دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ مسلمانوں کے ان بچوں کے اندر اتنی بڑی تبدیلی آئی۔ میں نے اپنی شکل نہیں بدلی بلکہ ان کا ذہن بدل دیا ہے۔ اپنا لباس نہیں بدلا وہ میری شکل دیکھتے ہیں میری داڑھی دیکھتے ہیں، وہ میری ٹوپی بھی دیکھتے ہیں، میرا عمامہ میرا سراپا دیکھ کر میرے ساتھ پیار کرتے اور سیلفیاں بناتے ہیں۔

یہ وہ اسلام کا مModerate Vision ہے جس نے ان بچوں کے اندر وہ سویا ہوا اسلام پھر زندہ کردیا ہے پہلے وہ دینی حلقے سے دور بھاگ گئے تھے۔ وہ کسی عالم دین یا دینی آدمی کا نام سننا گوارا نہیں کرتے تھے۔ ان کے اندر جو دین کے ساتھ مری ہوئی وابستگی تھی وہ زندہ ہوگئی ہے۔

(جاری ہے) ☆☆☆☆☆

تو ہے میرے لئے حاصلِ زندگی

قائد ڈے کے حوالے سے خصوصی تحریر

ڈاکٹر ابوالحسن الازہری

اس دنیوی زندگی کی عظمت اور رفعت اس کے عظیم رہبروں سے وابستہ ہے۔ اس لئے کہ ان کی زندگی کا ہر ہر پہلو اور ہر ہر عرصہ حیات عظمتوں اور رفعتوں سے بھرپور اور معمور ہوتا ہے۔ ان ہی عظیم رہبروں کی لڑی میں سے عصر حاضر کا ایک عظیم رہبر جس نے اسلام کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق پیش کیا تو لوگوں نے اسے شیخ الاسلام کے نام سے پکارا اور جب اس نے فکر اسلام کو عصر رواں کے قالب میں ڈھالا تو لوگوں نے اسے مفکر اسلام کے لقب سے یاد کیا۔ جب وہ سیاست اور تبدیلی نظام کے خار زاروں میں اترا اور اس نے وقت کے ظالم و جابر اور باطل کو للکارا اور وقت کے فرعون و یزید اور نمرود و قارون کو دھمکایا اور ڈرایا تو لوگوں نے اسے قائد انقلاب کے اعزاز سے نوازا، جس نے قرآن کے معانی اور معارف پر غور وفکر کیا تو لوگوں نے اسے مفسر قرآن کہا اور جب اس نے حدیث کے اسرار و رموز پر گفتگو کی اور اس کے اصول وقواعد اور شروح وغوامض کو بیان کیا تو لوگوں نے اسے محدث اعظم جانا اور جب اس نے علوم القرآن پر لکھا اور اس موضوع پر بولا اور اس ایک موضوع پر اپنی قوم کو 26 عدد کتابیں عطا کردیں، جن میں ترجمہ قرآن، عرفان القرآن سے تفسیر منہاج القرآن تک کتابیں شامل ہیں اور یوں وہ ماہر علوم القرآن کہلایا اور متخصص علوم القرآن جانا گیا اور جس نے علم حدیث کے موضوع پر لکھا اور اس پر بولا تو ان کی آفاقی شہرت پانے والی کتاب المنہاج السوی کا ذکر ہر کوئی کرنے لگا اور ھدایۃ الامۃ علی منہاج القرآن والسنۃ کا تذکرہ زبانوں پر آنے لگا اور جامع السنۃ فیما یحتاج الیہ الامۃ کا ذکر ہر علمی مجلس میں ہونے لگا۔

یوں وہ اپنی اس حیثیت کے حوالے سے محدث ہوا علم احادیث میں ہی اصول حدیث کے موضوع پر وہ امت کو الخطبۃ السدیدہ دیتے ہیں تو اس رو سے وہ اصولی محدث ہوئے، وہ علم حدیث میں امت کو فضائل و خصائل نبوی پر 12 کتابیں دیتے ہیں اور علم حدیث ہی میں مناقب و فضائل کے موضوع پر 15 کتابیں رقم

کرتے ہیں اورعلم حدیث میں عقائد وعبادات کے موضوع پر 11 کتابیں امت کے سامنے پیش کرتے ہیں اور وہ علم حدیث میں ہی مختلف شخصیات کی مرویات کے موضوع پر آٹھ کتابیں امت کی نذر کرتے ہیں اور وہ علم حدیث کے موضوع پر ہی اربعینات کے عنوانات سے 32 کتب تالیف کرتے ہیں اورعلم حدیث میں اس قدر وسیع ذخیرہ علم دینے پر وہ عہد رواں کے محدث عصر، شیخ العصر، امام العصر اور عالم کبیر ٹھہرتے ہیں۔

ایمانیات وعبادات کے موضوع پر امت کو 12 کتب ہدیہ کرتے ہیں ان کتابوں کے مندرجات کے تناظر میں وہ مصلح امت ٹھہرتے ہیں۔ اعتقادیات وفروعات کے موضوع پر 33 کتب امت کے نام کرتے ہیں یوں وہ ایک امام العقیدہ اور متکلم عصر دکھائی دیتے ہیں اور سیرت و فضائل نبوی کے عنوان پر 50 کتابیں لکھ کر امت کو اسوہ رسول میں ڈھالنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ سیرت میں اس کثرت نگاری کی بنا پر وہ ایک عظیم سیرت نگار ٹھہرتے ہیں اور ان کی مطبوعہ دس سے زائد جلدوں پر سیرت الرسول ان کو عصر حاضر کے سیرت نگاروں میں ممتاز اور منفرد کرتی ہے۔

ختم نبوت اور تقابل ادیان میں وہ 6 عدد کتب رقم کرتے ہیں، یوں وہ سارا دن نبوت کے محافظوں میں شمار ہوتے ہیں۔فقہیات کے موضوع پر وہ 16 عدد کتب رقم کرکے فقیہ عصر کا اعزاز پاتے ہیں۔ اخلاق وتصوف کے موضوع پر وہ 37 کتب تحریر کرکے وہ عظیم عارف اور صوفی عصر ٹھہرتے ہیں۔ اقتصادیات و معاشیات کے موضوع پر وہ دس کتابوں کو لکھ کر ایک ماہر اقتصاد اور ایک معیشت داں دکھائی دیتے ہیں،فکر اسلام کے باب میں وہ 43 کتابیں لکھ کر مفکر اسلام ٹھہرتے ہیں، دستور و قانون کے موضوع پر 11 عدد کتب لکھ کر ایک عظیم قانوں داں نظر آتے ہیں، وہ مختلف شخصیات کے احوال پر 25 عدد کتب لکھ کر ایک مورخ دکھائی دیتے ہیں، اسلام اور سائنس کے موضوع پر 5 عدد کتب لکھ کر وہ ایک سائنس داں بھی نظر آتے ہیں۔حقوق انسانی اور اس کے متعلق موضوع پر 13 عدد کتب لکھ کر ایک سچا انسان اور حقوق انسانی کا محافظ اور سفیر حقوق انسانی دکھائی دیتے ہیں۔ وہ انگلش زبان میں 50 کے قریب کتب لکھ کر ایک بین الاقوامی زباں کو جاننے کے حوالے سے زباں داں نظر آتے ہیں۔

غرضیکہ کسی ایک شخصیت میں اس طرح کی بے شمار صفات و اوصاف کا جمع ہوجانا، اس کے وجود کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے امت کے حق میں ایک عظیم نعمت ہونا ثابت کرتے ہیں۔ ان کی قدر دانی امت اور قوم پر لازم ہوجاتی ہے،نعمت سے منفعت کا احساس قدر دانی کے عمل کے ذریعے ظاہر ہوتا ہے، ایسی ہی شخصیت کے لئے کہا جاتا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

دیدہ ور کوئی کوئی ہوتا ہے اور وہ دیدہ ور ہی قوم اور امت کا مسیحا ہوتا ہے قوم کو ہر لحظہ اس کی تلاش میں ہونا چاہیئے۔ اب تک اس نابغہ عصر شخصیت کی صفاتِ علم و تحقیق کا اظہار کیا گیا ہے۔ یہ ان کی شخصیت کا ایک گوشہ ہے۔ دوسرے پہلوؤں کو دیکھیں تو اس شخصیت نے اپنے مشن اور اپنی فکر پر دنیا میں تنظیمات کا ایک بہت بڑا نیٹ ورک قائم کیا ہے۔ 100 سے زائد ممالک میں پھیلا ہوا اور باہم مربوط و منظّم تنظیمی نیٹ ورک اس کی بے پناہ تنظیمی و انتظامی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ وہ اس قوم کے نونہالوں، نوجوانوں اور اس کے مستقبل کے معماروں کی تعلیم و تربیت کا معاملہ ہو تو پاکستان بھر میں تعلیمی اداروں کا ایک جال منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے ذریعے پھیلا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ جسمیں ہزاروں منہاج ماڈل اسکولز اور سینکڑوں کالجز اور ایک بین الاقوامی یونیورسٹی اور بین الاقوامی سطح پر اسلامک اور کلچرل سنٹرز ایک بہت بڑا لامتناہی سلسلہ ہے جو تحقیق علم کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔

علم و تربیت کا یہ گلستاں اس شخصیت کی علمی خدمات کا پرتو ہے یوں وہ ایک ماہر تعلیم کے روپ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر اس شخصیت کی فلاحی و رفاعی خدمات کو دیکھیں تو منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کا شعبہ دنیا بھر میں اپنی فلاحی سرگرمیوں کے ذریعے اپنے نام اور اپنے کام کو منوا چکا ہے۔

ان کی سیاسی خدمات ہوں تو پوری قوم ان کو حرف تحسین کے ساتھ اور کردار کی عظمت و بلندی کے ساتھ اور حق اور سچ کی نشانی اور جرات و بہادری کی ایک عظیم علامت کے طور پر دیکھتی ہے۔ غرضیکہ ان کی ذات و شخصیت سے صادر ہونے والی خدمات دینی ہوں یا مذہبی ہوں، علمی و تحقیقی ہوں یا معاشی و سیاسی ہوں، فکری و اصلاحی ہوں یا تحریکی و انقلابی، دعوتی و تنظیمی ہوں یا امن پروری و سلامتی کی ہوں اگر ان کی صرف ایک ہی خدمت کو پیش نظر رکھا جائے جس کا جواب دنیا آج تک نہ دے سکی اور آپ نے اکیلئے اور تنہا اس کا جواب دیا ہے کہ جب اسلام کا چہرہ مسخ کئے جانے لگا اور اس کی تعلیمات کو دہشت گردی کے ساتھ جوڑا جانے لگا تو اس موقع پر بین الاقوامی سطح پر اکیلی آپ ہی کی آواز اسلام کے دفاع میں گونجی اور پوری امت مسلمہ کو دہشت گردی سے محفوظ کرنے اور دہشت گردی کو حرام قرار دیتے ہوئے اور بین الاقوامی سطح پر دہشت گردی کے خلاف فتوی آپ ہی جاری کرتے ہیں اور اسلام کے پرامن اور سلامتی والے چہرے کو ساری دنیا میں آپ ہی متعارف کراتے ہیں۔

وہ شخصیت جس نے نوجوان نسل کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے متعارف کرایا اور اسلام کی تعلیمات اعتدال و توازن سے ان کو آگاہ کیا اتحاد امت کا تصور دیا۔ فرقہ واریت کا انسداد کیا۔ قرآن و سنت سے متمسک ہونے کی فکر دی۔ دین میں اجارہ داری کے تصور پر ضرب کاری لگائی۔ قوم کو تحمل و برداشت کی تعلیم دی اور قوم کو دہشت گردی اور انتہا پسندی اور تشدد پسندی کے تصورات سے بچنے کی تاکید کی۔ دین سے تعلق اخلاص و صدق والا قائم کرنے کی تعلیم دی، دین کو تجارت اور کاروبار بنانے سے روکا، دین داروں کے لئے اصلاح ظاہر اور تطہیر باطن کی تاکید کی۔

مسلمان کو مسلمان سے محبت کرنے کی نصیحت کی، فرقہ واریت کو اتحاد امت میں بدلنے کا تصور دیا، مسلمان کو عقیدہ بالقرآن والسنہ کی تعلیم دی اور نصیحت کی، عمل صالح کی اپنی شخصیت میں لازمی پہچان کی تربیت دی، جس نے اپنے عمل سے فروغ علم کو اپنا وظیفہ حیات بنایا، وہ شخصیت جس نے اپنے مذہبی اور سیاسی مخالفین کو نہ صرف برداشت کیا بلکہ انسانی ذات کی حد تک ان کی بھی انسانی توقیر کی اور جس نے قوم کو ظلم سہنے کی بجائے ظالم کے سامنے ڈٹ جانے کی تعلیم دی، جس نے منتشر وجودوں کو قومی وحدت و یکجہتی کی تعلیم دی ہے۔ جس نے قرآنی فلسفہ انقلاب کے ذریعے قوم کو اپنی تقدیر بدلنے کی ترغیب دی ہے۔

وہ ذات و شخصیت جو اپنے ان تصورات اور افکارات کے ذریعے نوجوانوں کے دلوں کی دھڑکن بن گئی ہے امت و قوم کے مستقبل کی ایک آس بن گئی ہے جو اپنے نظریے اور فکر کی بنا پر نوجوانوں کے دلوں کی آواز بن گئی ہے اور جس کا چہرہ اسلام کا چہرہ دکھائی دے، جس کا کردار اسلام کا کردار، عصر حاضر میں عیاں کرے اور جس کا چہرہ اسلام کی تعلیمات کا آئینہ دار دکھائی دے۔

کون ہے جو اس کے ساتھ اپنے تعلق کو استوار نہ کرے، کون ہے جو اس کو جان کر بھی انجان رہے، کون ہے جو اس کی قدر دانی سے محروم رہے یقیناً ایک سلیم الفطرت شخص اور ایک صائب الرائے فرد اور ایک دانا زیرک اور ذہین و فطین شخص کا یہی قول ہے اور یہی فیصلہ ہے۔

تو ہے میرے لئے حاصل زندگی
میں نے تیرے سوا کچھ کمایا نہیں

☆☆☆☆☆

شیخ الاسلام کے گلشنِ افکار اور

بچوں کی تعلیم و تربیت

مسز فریدہ سجاد

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو ماں کی آغوش سے لے کر لحد تک نہ صرف انسان کو راہنمائی فراہم کرتا ہے بلکہ ایک آسان دستورِ تربیت بھی عطا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں بچوں کی تربیت کا منہج دوسرے مذاہب سے بالکل جداگانہ ہے۔ سائنس اس وقت اپنی ترقی کی معراج پر ہے، اس کے سابقہ ادوار کے نظریات آج (outdated) ہو چکے ہیں، لیکن تعلیماتِ اسلام آج بھی نہ صرف قابلِ عمل ہیں بلکہ قیامت تک زندگی کے پرسکون سفر کے لیے ناگزیر رہیں گے۔

بچے والدین کے لیے قدرت کا انمول عطیہ ہیں۔ اس لیے بچوں کی تربیت اور سیرت سازی میں جو بنیادی کردار والدین کا ہوتا ہے وہ کسی اور کا نہیں۔ اگرچہ بچے کی سیرت و کردار کے بنانے اور بگاڑنے میں والدین کے علاوہ دیگر عوامل جیسے تعلیم، ماحول، عزیز و اقارب اور خود نظام حکومت کا بھی عمل دخل ہوتا ہے۔ تاہم بچے کی تربیت میں بنیادی اور مرکزی کردار والدین کا ہی ہے جس کے بارے میں امام غزالی فرماتے ہیں:

’بچہ والدین کے پاس امانت ہے۔‘

لہٰذا والدین اپنی اس امانت میں خیانت نہ کریں بلکہ اس کا حق ادا کریں۔ جو والدین اولاد کی صحیح نہج پر تربیت نہیں کرتے تو وہی اولاد ان کے لیے رحمت کی بجائے زحمت بن جاتی ہے۔ شاہراہ حیات پر پھولوں کی بجائے کانٹے بکھیر دیتی ہے اور زندگی کو اجیرن بنا دیتی ہے۔

بدقسمتی سے دورِ حاضر میں چند گھرانوں کو چھوڑ کر ہر گھر کا یہی مسئلہ ہے کہ اولاد بے کہی ہوگئی ہے، بیٹے ہوں یا بیٹیاں، والدین کے حقوق سے غافل ہیں۔ والدین کے ادب و احترام اور فرمانبرداری کا جذبہ ان کے دلوں سے بالکل ہی نکل چکا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، ان کی خدمت و فرمانبرداری، ان کا ادب و احترام اور ان کے جذبات کا پاس و لحاظ، سب گویا بے معنی الفاظ ہیں۔ جس مجلس میں

بیٹھیں، والدین اسی فکر میں گھرے اور یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ ایک ہمارا زمانہ تھا بھلا کیا مجال کہ اولاد والدین کے سامنے اونچی آواز میں بات بھی کر سکے اور پھر ماحول کی خرابی، غلط اور گمراہ کن افکار ونظریات کی اشاعت، فحش لٹریچر اور آزاد روی کی طویل داستان شروع ہو جاتی ہے اور والدین اپنے آپ کو بری الذمہ سمجھتے ہوئے یہ اطمینان محسوس کرتے ہیں کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے، اب ہمارے بس کی بات نہیں۔

بے شک والدین کے اختیار میں سب کچھ نہیں ہے لیکن والدین کے اختیار میں یہ تو ضرور ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور دینِ اسلام کی روشنی میں اپنے قول وفعل کا جائزہ لیں کہ اولاد کی تعلیم وتربیت اور پرورش کے انداز سے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو ذمہ داریاں ان پر عائد کی ہیں، کہیں یہ سب اُن میں کوتاہی کا نتیجہ تو نہیں ہے؟

وہ اولاد والدین کے حقوق کا احساس کیسے کر سکتی ہے، جس کو انہوں نے حقوق کا احساس دلایا ہی نہیں۔

وہ اولاد والدین کی خدمت و احترام کی بات کیسے سوچ سکتی ہے جس کو کبھی بتایا ہی نہیں گیا کہ والدین کی خدمت اور ان کا ادب و احترام اولاد کا فرض ہے۔ غلط ماحول میں پروان چڑھنے والی نسلِ نو سے وفاداری اور اطاعت شعاری کی آس باندھنا ایسے ہی ہے جیسے صحراؤں میں گلستان دیکھنے کی تمنا رکھنا!

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ کتنے ہی والدین ایسے ہیں جو اولاد کی بہترین تعلیم وتربیت کے متمنی تو ہیں لیکن اس نازک کام کے طریقوں سے ناواقف ہیں، اس کام کے لیے درکار مستقل مزاجی اور تسلسل سے عاری ہیں، حالانکہ اِس کے لیے عمر بھر کی ریاضت اور خونِ جگر درکار ہے۔

دورِ حاضر میں جب کہ اولاد کا بگاڑ اپنی آخری حدوں کو چھو رہا ہے، نافرمانی کا عفریت بچوں کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے، اِس کا سبب بننے والا پرنٹ، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا دن رات اس میں اضافہ کا موجب بن رہا ہے، لیکن دوسری طرف نسلِ نو کی اصلاح اور تربیت کا بیڑہ اُٹھانے والے اِلاّ ماشاء اللہ معدودے چند افراد اور ادارے ہی ہیں کہ اُن کی حیثیت بھی مخرب الاخلاق آلائشوں کی یلغار میں آٹے میں نمک کے برابر ہی ہے۔ اس صورت حال میں جو والدین اولاد کی تربیت کا احساس رکھتے ہیں اُن کے لیے بھی سب سے بڑا اور پریشان کن مسئلہ یہی ہے کہ کون سا ادارہ، شخصیت یا کتاب ایسی ہو جو تربیتِ اولاد کے اس کٹھن مرحلہ میں اُن کی رہنمائی کر سکے۔

ایسے میں ضرورت محسوس کی گئی کہ فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے پلیٹ فارم سے ایسی کتب ترتیب دی جائیں جو تعلیماتِ قرآن و سنت اور آئمہ کرام و صوفیاء عظام کی زندگی بھر کے تجربات کا نچوڑ ہوں اور وہ تربیت اولاد کے لیے ناصرف تحریکی و سماجی اور اسلامی نصاب کا درجہ رکھتی ہوں، بلکہ یہ کتب والدین اور ملک و ملت کو بہترین، ہونہار اور صالح نسل سونپ سکیں۔

اس تناظر میں FMRi کی ویمن ریسرچ اسکالرز نے تین کتب کی پروپوزل شیخ الاسلام کے سامنے پیش کی۔ جسے آپ نے وقت کی اہم ضرورت سمجھتے ہوئے قبول فرمایا اور انہیں مرتب کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اِن کتب کے مجوزہ عنوانات حسب ذیل ہیں:

۱۔ بچوں کی پرورش ونگہداشت اور والدین کا کردار (رحمِ مادر سے ایک سال کی عمر تک)

۲۔ بچوں کی تعلیم وتربیت اور والدین کا کردار (دو سے دس سال کی عمر تک)

۳۔ بچوں کی تعمیرِ شخصیت (گیارہ سے سولہ سال کی عمر تک)

ان کتب کو مرتب کرتے وقت ہمیں بچوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت کے حوالے سے ایسے مسائل کا بھی سامنا کرنا پڑا جن کے بارے میں بہت سی confusions پائی جاتی تھیں۔ مثلاً:

۱۔ خاندان کی تعمیر میں زوجین کی ہم آہنگی کیا کردار ادا کرتی ہے؟

۲۔ زوجین کو گھریلو مسائل کس طرح حل کرنے چاہئیں؟

۳۔ دورانِ حمل عورت کے معاملات بچے کی شخصیت پر کیسے اثر انداز ہوتے ہیں؟

۴۔ والدین خود رول ماڈل کیسے بنیں؟

۵۔ کیا ہم الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے بچوں کی تربیت کر سکتے ہیں؟

۶۔ بچوں کے پریشان کن سوالات کو والدین کیسے حل کریں؟

۷۔ کیا بچوں کی اصلاح کے لیے اُنہیں جسمانی سزا دینا (مار پیٹ کرنا) ضروری ہے؟

اِسی طرح کے متعدد سوالات ایسے تھے جن کے جوابات کسی کتاب میں میسر نہ تھے، لہٰذا اِس سلسلہ میں رہنمائی کے لیے شیخ الاسلام مدظلہ سے خصوصی وقت لینے کے بعد کئی نشستوں میں بچوں کی تعلیم وتربیت میں اہمیت کے حامل مختلف عنوانات زیرِ بحث لائے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے شیخ الاسلام مدظلہ کو جو خاص جوہرِ حکمت ودیعت فرمایا ہے اُس کے تحت راہنمائی فرماتے ہوئے اگرچہ وہ کہیں مصلح، کہیں محقق، کہیں سائنس دان، کہیں ماہرِ نفسیات اور کہیں طبیب دکھائی دیئے۔ لیکن اصلاً مجھے تو ان کی ذات کے یہ سارے رنگ حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کے رنگ میں رنگے نظر آئے۔ کیونکہ شیخ الاسلام نے سیرت نبویہ اور سنت مصطفویہ کو اپنی تحقیق کی اساس اور بنیاد بناتے ہوئے ہماری راہنمائی فرمائی کہ والدین بچوں کی تربیت کیسے کریں؟

انہی افکار کی روشنی میں مذکورہ عنوانات کے تحت تین کتب مرتب کی جائیں گی، جن میں سے ایک

زیورِ طبع سے آراستہ ہوکر منظرِ عام پر آ چکی ہے۔19 فروری قائد ڈے کے موقع پر جہاں آپ کی شخصیت کے دیگر گوشوں کو اُجاگر کیا جائے گا، وہاں راقمہ نے یہ ضرورت محسوس کی کہ اِس اہم موضوع پر آپ کے افکار و ہدایات کی روشنی میں چیدہ چیدہ گہر ہائے گراں مایہ بھی قارئین کے قلوب و اَذہان تک ضرور پہنچنے چاہئیں:

۱۔ نیک اور صالح بچے کے حصول کے لیے جب آپ سے سوال پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: عورت کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ باوضو رہے، اللہ کا ذکر کرے، قرآن حکیم کی تلاوت کرے، درود و سلام پڑھے، غیبت، چغلی، جھوٹ سے پرہیز کرے کیونکہ ماں کی تمام عادات بچے کی شخصیت پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہیں۔

۲۔ دورِ حاضر میں والدین اپنے بچوں کے ماڈرن نام رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں خواہ اس کا کوئی معنی ہو یا نہ ہو۔لیکن شیخ الاسلام نے ہمیشہ اسلامی اور بامعنی نام رکھنے کی تلقین فرمائی۔آپ نے اپنے اور دوسروں کے بچوں کے نام بھی ہمیشہ نیک اور پاک باز ہستیوں کے ناموں کی نسبت سے رکھے مثلاً: حسن محی الدین قادری، حسین محی الدین قادری، حماد مصطفیٰ، احمد مصطفیٰ، قرۃ العین فاطمہ، عائشہ قرۃ العین، خدیجہ قرۃ العین۔

۳۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ والدین لاڈ پیار میں بچے کی ناجائز ضد اس کے چیخنے چلانے کی وجہ سے پوری کرتے چلے جاتے ہیں۔ اس سے بچے کی عادت مزید بگڑ جاتی ہے اور بچہ یہ سمجھتا ہے کہ رونا اور ضد کرنا اپنا مطالبہ منوانے کا موثر طریقہ ہے۔ حالانکہ بچے کی ناجائز ضد کرنے پر اس کا مطالبہ ہرگز نہیں ماننا چاہیے۔

شیخ الاسلام نے اِسی ضمن میں کسی فیملی کا ایک واقعہ سنایا کہ گھر کی میز پر ٹشو باکس پڑا تھا اور دو سال کی بچی مسلسل ٹشو نکال کر خراب کر رہی تھی۔ میں نے اس کی بڑی بہن سے کہا: باکس اُٹھا کر سائیڈ پر رکھ دیں۔ اس پر وہ بچی رونے لگی تو اُس کی بڑی بہن دوبارہ اسے ٹشو باکس دینے لگی۔ میں نے ٹشو باکس دینے سے منع کر دیا، کیونکہ اس سے اُس بچی کا یہ ذہن بن جاتا کہ رو کر وہ اپنا ناجائز مطالبہ بھی منوا سکتی ہے۔ یوں آپ اُس بچی کی عادات میں ایک بُری عادت کی جڑ پکڑنے کا سبب بنتے۔

اس کی بجائے آپ نے اُس بچی کی بہن کو سمجھایا کہ بچی کو اس کی پسند کا کوئی کھلونا یا کوئی ایسی چیز دے دیں جس سے اس کی توجہ یک لخت اس طرف سے ہٹ کر دوسری طرف مبذول ہو جائے، یوں وہ ناجائز ضد کرنا بھی چھوڑ دے گی اور اُس کی توجہ بھی اس بُری عادت سے ہٹ جائے گی۔

۴۔ فارغ اوقات میں والدین ٹی وی اور کیبل کے فحش پروگرام دیکھنے سے گریز کریں، کیونکہ یہی عمل بعد میں بچوں کے لیے ترغیب کا باعث ہوگا۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کو بھی یہ اختیار ہرگز نہ دیں کہ وہ جب چاہیں جیسا چاہیں پروگرام چلائیں اور دیکھیں، کیونکہ اس طرح بچوں کے بگڑنے کا اندیشہ بہت بڑھ جاتا ہے۔

اس امر کا بھی خصوصی خیال رکھنا چاہیے کہ بچے چھوٹے اور ناسمجھ ہوتے ہیں، انہیں فضول اور لغو مصروفیات سے بچا کر ان کی اسلامی تربیت کریں۔ ان کے لیے ایک ٹائم ٹیبل متعین کریں، جس میں بچے سی ڈیز/ ڈی وی ڈیز کے ذریعے اسلامی و تعلیمی اور ملی پروگرامز دیکھ سکیں۔ مثلاً The Message، امام ابوحنیفہ، امام بخاری، صلاح الدین ایوبی، میجر عزیز بھٹی شہید، راشد منہاس شہید، قیامِ پاکستان، قائداعظم، علامہ محمد اقبال اور تحریک پاکستان کے دیگر ہیروز کی ڈاکومنٹری وغیرہ۔ اس کے علاوہ اسلامی تعلیمات کے پروگرام، علمی و روحانی شخصیات کی اصلاحی و روحانی گفتگو بچوں کی ذہنی صلاحیت کے مطابق دکھائی جائے تاکہ یہ ان کے لیے دنیوی اور اُخروی کامیابی کا ضامن بن جائے۔

۵۔ کم عمری کا دور بچوں کی خصوصی نگہداشت اور تربیت کا تقاضا کرتا ہے۔ یہی وہ عمر ہوتی ہے جس میں کسی بھی بچے کے بگڑنے اور سدھرنے کے یکساں امکانات ہوتے ہیں۔ لہٰذا بچوں کو عمر کے اس نازک اور حساس مرحلے پر الیکٹرانک میڈیا اور موبائل استعمال کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دینی چاہیے۔ بچوں کی تفریح کے لیے والدین کو چاہیے کہ وہ موبائل کی بجائے بچوں کو tab اور iPAD لے کر دیں اور اس میں ایسی apps اِنسٹال کریں جن پر بچے اچھی گیمز، معیاری کارٹون اور تاریخی فلمیں دیکھ سکیں۔ رات کو سونے سے پہلے والدین بچوں کا iPAD / tab وغیرہ اپنے پاس رکھیں اور بچوں کو اپنے ساتھ بیڈ روم میں لے جانے کی اجازت ہرگز نہ دیں۔

بچے جب ذرا بڑے ہو جائیں تو انہیں کمپیوٹر ضرور سکھائیں مگر اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے بچے کو ٹائپنگ سکھائیں۔ پھر اسے ''ورڈ'' پروگرام جو ''آفس'' میں ہوتا ہے وہ سکھائیں۔ پھر ''ایکسل'' اور اس قسم کے باقی پروگرام سکھائیں۔ پھر بچے کو ویب سائٹس ڈیزائن کرنا سکھائیں، پروگرامنگ سکھائیں، اپلی کیشن ڈویلپمنٹ سکھائیں۔ پھر اسے روبوٹک یا گرافک ڈیزائن میں لے جائیں تاکہ وہ دیگر تعمیراتی (architecture) چیزیں مثلاً مساجد، گھر، دریا وغیرہ بنانے میں دلچسپی لے۔ بچے کو بری ویب سائٹ سے بچانے کا یہ بہت آسان طریقہ ہے کہ اسے ایسی چیزیں سکھا کر ایسا interest پیدا کر دیں کہ وہ اپنے کام میں مشغول رہے اور فحش ویب سائٹس کی طرف اس کا دھیان بھی نہ جائے۔ نیز دیگر apps کو پروفیشنلی بلاک کروا دیں۔ تاکہ بچے لغویات بالکل نہ دیکھ سکیں۔

٦۔ روز مرہ زندگی میں ہم دیکھتے ہیں کہ بچوں سے اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو مائیں ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ ان کو مارنے سے بھی گریز نہیں کرتیں۔ جس کی وجہ سے بچے ڈھیٹ ہو جاتے ہیں۔ بچوں کی غلطی پر سزا دینے کے حوالے سے جب شیخ الاسلام سے پوچھا گیا تو آپ نے لفظ ''سزا'' کی بجائے لفظ ''تادیب'' استعمال کیا اور بچوں کو مارنے کو سختی سے منع فرماتے ہوئے کہا ''مار نہیں پیار''

بچوں سے اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اس پر انہیں مارنے یا کسی بھی قسم کی سزا دینے کی بجائے

تادیب کرنے کے مختلف طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں مثلاً:

i۔ اگر بچہ غلطی کرے اور سمجھانے سے نہ مانے تو اُسے اس کے دل چسپ مشاغل یا اس کی پسندیدہ چیزوں سے جدا کر دیا جائے۔ اس طرح کی تادیب کا بہت جلد اور خاطر خواہ نتیجہ ظاہر ہوتا ہے کیونکہ بچہ ہر بات کو برداشت کر سکتا ہے مگر اپنے دل چسپ مشاغل اور اپنی پسندیدہ چیزوں سے محروم رہنا کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔ تادیب کرنے کا یہ انداز دور رس بھی ہوتا ہے۔ بچہ اس خیال سے ہمیشہ غلطی کرنے سے باز رہتا ہے کہ پھر اُسے اپنے دل چسپ مشاغل اور پسندیدہ چیزوں سے محروم کر دیا جائے گا۔ یہ تفریحی تادیب بچے کی تربیت میں زیادہ کارگر اور موثر ثابت ہوتی ہے۔

ii۔ گھر میں ایک naughty chair بنائی جا سکتی ہے۔ اگر کوئی بچہ غلط کام کرے تو اسے اس پر بٹھا دیا جائے اور کہا جائے: آپ نے ایک گھنٹہ یا کچھ وقت (بچے کی نفسیات کے مطابق وقت طے کیا جائے) اسی پر بیٹھے رہنا ہے تو چونکہ فطرتاً بچہ ایک جگہ مسلسل بیٹھ نہیں سکتا اس لیے وہ آئندہ غلطی سے گریز کرے گا۔

iii۔ تادیبی کارروائی کے بعد جب بچہ غلطی کرنا چھوڑ دے تو والدین کو چاہیے کہ اسے انعام دیں خواہ وہ ایک ٹافی ہی کیوں نہ ہو، تاکہ بچے کے تعمیری پہلو کو تقویت حاصل ہو اور اس کے اندر آئندہ غلطی نہ کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔ اس طرح اچھے کاموں اور بہتر کارکردگی پر انعامات دے کر بچے کی حوصلہ افزائی ضرور کی جانی چاہیے لیکن انعام کا اسے عادی نہ بنایا جائے کہ وہ ہر کام پر انعام کی آرزو کرتا رہے بلکہ انعام کی مقدار اور اوقات میں بھی اعتدال کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

۷۔ گھر کے آزادانہ ماحول اور ٹی وی پر فحش پروگرام دیکھ کر بچے الجھنوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ چونکہ بلوغت کی پہلی سیڑھی پر ہی بچوں میں تجسس کا آغاز ہو جاتا ہے۔ لامحالہ اس طرح ان کا ذہن برائی کی طرف راغب ہوتا ہے اور ان کے ذہنوں میں مختلف سوالات ابھرتے ہیں۔ پھر وہ معلومات حاصل کرنے کے لیے موبائل فون، آئی پیڈ اور کمپیوٹر وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام نے فرمایا: اس صورت میں والدین کو کوشش کرنی چاہیے کہ بچوں کو خاص عمر کے حصے تک ان معلومات سے حکمت کے ساتھ اس طرح بچائیں کہ ان میں تجسس پیدا نہ ہو۔ ایسا دل و دماغ کے تزکیہ سے ہوتا ہے جو کہ گھر کے پاکیزہ ماحول کے بغیر ممکن نہیں۔ والدین بچوں کو دن بھر ایسا خوش گوار مذہبی اور علمی ماحول دیں جس سے ان کے ذہنوں میں اس طرح کا تجسس ہی پیدا نہ ہو کہ وہ ایسے سوالات کریں کہ جن کے بارے میں اُنہیں عمر کی خاص حد تک نہیں جاننا چاہیے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اپنی زندگی کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان

کے والد گرامی حضرت فریدِ ملّت ڈاکٹر فرید الدین قادری نے آپ کی تربیت کس نہج پر کی۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

بچپن میں میرے والد گرامی سال کے بیشتر ماہ مجھے گھر میں ہی فقہ پڑھاتے تھے اور جب چھٹیاں ہوتیں تو کچھ عرصہ گھر سے دور ایک گاؤں میں واقع دار العلوم قطبیہ بھیج دیتے۔ پورے سال میں جتنی کتب والد گرامی قدر مجھے پڑھاتے تو اس میں فقہ کے مختلف موضوعات جیسے طہارت اور خواتین سے متعلقہ اَبواب وفصول آپ نے حکمتاً کبھی مجھے نہیں پڑھائے۔ جو حصہ وہ چھوڑتے تو میں پوچھتا کہ یہاں سے سبق شروع کرنا تھا، آپ نے چھوڑ دیا۔ آپ فرماتے: بیٹا! یہ آپ کے اساتذہ آپ کو پڑھائیں گے۔ پھر اس انداز سے کوئی ایسا علمی موضوع چھیڑتے کہ میں سب کچھ بھول کر ان سے اس موضوع پر تبادلہ خیال شروع کر دیتا۔

یہ ماحولیاتی تربیت ہے، ایک محنت ہے، ایک جہاد ہے۔ اس انداز میں بچوں کی جب تربیت ہوگی تو بچوں کے ذہن پاکیزہ رہیں گے اور وہ والدین سے پریشان کن سوالات بھی نہیں کریں گے۔

آپ کے والد محترم نے آپ کو ہمہ گیر اور ہمہ جہت شخصیت بنانے کے لیے جس طرح آپ کی تربیت کی اُسی طرح آپ نے اپنے والد گرامی کے اندازِ تربیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے اپنی اولاد کی جو تعلیم و تربیت فرمائی ہے وہ تربیتِ اولاد کے باب میں آج کے والدین کے لیے ایک مثالی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ بلکہ آپ نے تو اس سے بھی بڑھ کر دینی و دنیوی تعلیم و تربیت کو اپنی اولاد تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ اس نعمت کو پوری اُمت مسلمہ کے بچوں تک عام کرنے کا بھی اہتمام فرمایا تاکہ آج کے پرفتن دور میں بچوں اور نوجوانوں کے رگ و ریشہ میں دین کی روح سرایت کر جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ والدین کو اپنی اصلاح کی بھی توفیق مرحمت فرمائے اور کما حقہ نسلِ نو کی تربیت کا فریضہ سرانجام دینے کا بھی شعور بخشے۔ (آمین) ☆☆☆☆☆

انتقالِ پُر ملال

گذشتہ ماہ محترم صاحبزادہ سید سجاد بادشاہ اور محترم صاحبزادہ سید عنائت بادشاہ (پشاور) کے والد گرامی قدر حضرت پیر سید مستان شاہ صاحبؒ قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی امیر تحریک حضرت صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی صاحب نے مرحوم کے صاحبزادگان سے خصوصی طور پر تعزیت کی اور حضرت پیر صاحبؒ کی روحانی خدمات کو خوب سراہتے ہوئے ان کے درجات کی بلندی کے لئے خصوصی دعا فرمائی۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مرد آہن

آسیہ سیف قادری

جہان بانی سے ہے دشوار تر کار جہاں بینی
جگر خون ہو تو چشم دل میں ہوتی ہے نظر پیدا

مندرجہ بالا شعر میں حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے کیا خوب بیان فرمایا ہے کہ جاں بنانے سے بھی زیادہ مشکل کار جہاں بینی ہے اور یہ کام دردمندی اور سوز جگر کے بغیر ممکن نہیں صرف کام کرنا بڑی بات نہیں کام تو سب ہی کچھ نہ کچھ کرتے ہیں مگر کچھ ایسا کام کرجانا کہ جسے صدیوں یاد رکھا جائے جو تاریخ انسانی پر انمٹ نقوش ثبت کردے جو فکرو عمل میں تغیر و انقلاب بپا کردے جہاں عقل دنگ رہ جائے اور ذہن انسانی ورطہ حیرت میں پڑ جائے کہ اتنا عظیم الشان کام اور اس قدر وسیع الاطراف اور ہمہ جہت کارہائے نمایاں کسی ایک انسان کے بس کی بات نہیں۔ ایسے میں اللہ رب العزت کے اس فرمان پر نگاہ پڑتی ہے:

ذلک فضل الله یوتیه من یشآء.

''یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے''۔

بے شک اللہ کا فضل حکمت کا خزانہ ہے دین کی فہم وفراست ہے جس کے بارے میں رب ذوالجلال والاکرام نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًا ؕ وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ. (البقرہ، ۲: ۲۶۹)

''اور صرف وہی لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں جو صاحبِ عقل و دانش ہیں''۔

تو گویا بھلائی اور خیر کا خزاں ان خوش نصیبوں کے پاس ہے جن کو علم وحکمت کا نور عطا کیا گیا ہو اور جو دانائے راز بن کر آئے ہیں اور انسانوں کو نئی جہتوں اور افکار تازہ سے روشناس کرتے ہیں۔ زندگی کو انقلاب آشنا کرتے ہیں۔ جہد مسلسل اور قوت ایمانی سے سرشار جب یہ مردان حق میدان عمل میں اترتے ہیں تو کارزار

حیات میں ایسے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیتے ہیں کہ بے اختیار مخلوق خدا عش عش کر اٹھتی ہے۔ ایسے ہی عظیم انسان جو گلشن ہستی میں دیدہ ور بن کر آتے ہیں۔

صدہا در کعبہ وبت خانہ مے نابد حیات   تا از یک دانائے راز آید بروں

جس کے انتظار میں زندگی صدیوں در کعبہ اور بت خانہ پر آہ و زاری کرتی ہے تو تب ایک دانائے راز پیدا ہوتا ہے۔ یقیناً اکیسویں صدی کے عظیم سکالر مفسر قرآن، عظیم المرتبت محدث، مجدد رواں صدی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی ذات بابرکات ہے ان میں سے ایک ہے۔ قطع نظر اس کے کہ آپ سے کچھ لوگوں کو سیاسی یا مسلکی بنیادوں پر اختلاف ہو مگر ہر کوئی حتی کہ آپ کے بدترین مخالف بھی آپ کے علم اور قابلیت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے کہ یہ شخص علم کا بحر بیکراں ہے اور بھلا جس کے پاس علم کی دولت ہو، جس کے پاس معرفت کا نور ہو اس سے بڑا انمول خزانہ دنیا و آخرت میں اور کیا ہوگا اور پھر علمی کمال بھی ایسا کہ جس کا تعلق علم لدنی اور معرفت حق سے ہو۔ علم ایک نور ہے اور نور صرف پاک ومطہر لوگوں کو ہی نصیب ہوتا ہے۔ اللہ مجدہ نے آپ کو اپنے حبیب مصطفیٰ ﷺ کے تصدق سے نور معرفت اور عشق مصطفیٰ کی دولت سے مالا مال فرما رکھا ہے نہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خزانوں میں کوئی کمی ہے اور نہ در مصطفیٰ ﷺ کی عطاؤں میں کمی ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جتنا سرکار عطا فرما رہے ہیں وہ اتنا ہی تقسیم فرما رہے ہیں۔

کیسے معلوم تھا کہ ایک سائیکل سے سفر شروع کرنے والا محمد طاہر ایک دن شرق تا غرب، عالم عرب ہو یا عجم پاکستان ہو یا ہندوستان ہر طرف پھیلی انٹرنیشنل تحریک منہاج القرآن کے بانی و سرپرست بن کر امت مسلمہ کے عظیم رہبر و رہنما اور مجدد دین بن کر ابھریں گے۔ یقیناً علامہ اقبال نے آپ کے لئے ہی یہ فرمایا تھا کہ

اٹھ کے اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

عالم عرب وعجم، عالم مشرق ومغرب کا بنظر عمیق جائزہ لیں تو کوئی شخصیت ایسی نہیں جس کو بیک وقت عالم مغرب اور عالم مشرق میں یکساں مقبولیت اور پذیرائی حاصل ہو یقیناً وہ مرد قلندر اور مرد آہن آپ ہی ہیں۔

علامہ اقبال کی شاعری کا بیش تر حصہ جس مرد مومن کی صفات اور خوبیوں کا تصور دیتا ہے وہ بلا مبالغہ آپ کی شخصیت کا ہی خاصہ ہیں۔ میں جب بھی فکر اقبال اور اقبال کی شاعری کا مطالعہ کرتی ہوں مجھے اس کی اجمالی اور عملی صورت کا پیکر آج کے دور میں صرف اور صرف شیخ الاسلام کی ذات ہی دکھائی دیتی ہے۔ مثال کے طور پر علامہ اقبال کا مرد مومن صاحب عشق ہے وہ اپنے مرد مومن کو سراپا عشق متعارف کروانے میں علامہ اقبال کارزار

حیات میں قوت عشق کی معرکہ آرائیوں کے قائل ہیں اور عشق کا جذبہ دور حاضر میں جس ہستی کی پہچان ہے جس کی دعوت کا منبع و مصدر جن کے ہر خطاب کا لب لباب جس کی ہر تحریر کا مقصد و غایت اور جس کی زندگی کا ہر پہلو، ہر گوشہ عشق مصطفیٰ ﷺ کا مظہر ہے جو سرتا پا فنا فی الرسول ہے وہ یقیناً کوئی دوسرا نہیں شیخ الاسلام کی ذات ہی ہے۔ جنہوں نے قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردیا اور دھر میں اسم محمد سے اجالا کردیا بے شک آپ نے امت مسلمہ کے نیم مردہ جسم میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی چنگاری بھڑکا کر اسے پستی سے بلندی کے سفر پر از سرنو گامزن کیا۔

آج کے اس دور پر زوال میں جب ہر طرف سے عالمی طاغوتی صیہونی طاقتوں نے امت مسلمہ کو فرقہ واریت اور مسلکی بنیادوں پر آپس میں دست و گریبان کر رکھا تھا جب امت مسلمہ کے جسم سے روح عشق محمدی نکالنے کے ناپاک عزائم ہورہے تھے اور شرک اور بدعت کے نام پر امت کو حضور ﷺ سے والہانہ محبت و عشق سے محروم کرنے کی ناپاک سرگرمیاں عروج پر تھیں تو ایسے میں وہ تھا جس نے قرآن و حدیث کے دلائل سے ان تمام برے عزائم اور باطل قوتوں کی سازشوں کو خاک میں ملادیا اور دین اسلام کی تعلیمات کو اس انداز سے پیش کیا۔ اسلام ایک دین امن ہے، دین اعتدال و توازن ہے۔ اس میں انتہا پسندی کی بالکل اجازت نہیں ہے یہ نہ رہبانیت اور ترک دنیا کا اسلام ہے اور نہ مادیت پرستی اور دنیا پرستی کا نام اسلام ہے۔ آپ نے شریعت و طریقت کے مابین توازن اور اعتدال کا راستہ اپنانے کو ہی دین قرار دیا۔

آج تک کوئی مائی کا لال، کوئی بڑے سے بڑا عالم اور سکالر آپ کے علمی دلائل کا رد نہیں پیش کرسکا کیونکہ آپ راہ راست نبوت و رسالت محمدی ﷺ کے فیضان کے پروردہ ہیں جسے سرکار دو عالم ﷺ نے جب اپنے ہاتھوں سے اپنے مہ خانہ عشق و مستی اور علم و معرفت میں سے نہ صرف جام پلا رکھا ہو بلکہ آگے بھی دوسروں کو تقسیم کرنے کا حکم دے رکھا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ جنہوں نے اس معرفت و عشق کے جام میں سے کچھ حاصل کرلیا۔ فیضان نبوت محمدی ﷺ کا یہ وارث مجددیت کا فریضہ کچھ اس شان سے سرانجام دے رہا ہے کہ جس کی نظیر تاریخ اسلام میں بھی شاذو نادر ہی میسر آتی ہے۔

آپ تمام مجددین کی خدمات اور کارناموں کا بغور مطالعہ کریں تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ کسی کی خدمات کا دائرہ کار صرف دعوت و تبلیغ، وعظ و نصیحت تک محدود تھا تو کسی نے تصنیف و تحریر اور تحقیق و ریسرچ میں ساری زندگی گزار دی تو کسی نے احوال باطن کو سنوارنے کے لئے سلوک و تصوف کی منازل طے کرنے اور کرانے میں اپنے آپ کو وقف کردیا تو کسی نے شریعت محمدیہ کی تعلیمات کے نفاذ اور فروغ کے لئے جہاد کرتے ہوئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں مگر یہ کمال صرف اور صرف قائد محترم مدظلہ کے حصے ہی آتا ہے کہ جنہوں نے

عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق دین کی از سر نو تجدید کی اور شریعت و طریقت کے مابین تفرق و تفاوت ختم کر کے اعتدال و توازن کا راستہ ہموار کیا۔ عقائد اور دین اسلام کی ترویج و اشاعت کے باب میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

آپ نے عقائد کی درست اور صحیح تعلیمات کو اس قدر وسیع و عریض بنیادوں پر استوار کیا ہے اور اپنے ہزاروں خطابات اور سینکڑوں کتب کی صورت میں اتنا جامع محفوظ ذخیرہ فراہم کر دیا ہے کہ وہ ہماری آئندہ نسلوں کے لئے ہزار سال تک کے لئے کافی ہے۔ دوسری طرف آپ نے صرف علمی سرمایہ ہی فراہم نہیں کیا بلکہ ایسے افراد معاشرہ بھی تیار کر رکھے ہیں جو ماڈرن ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ اور رسول ﷺ کی محبت سے اس قدر سرشار ہیں کہ ایک اشارے پر اپنی جانوں کے نذرانے بھی پیش کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔

خودی میں ڈوبنے والوں کی عزم و ہمت نے　　اس آبجو سے کئے بحر بیکراں پیدا
وہی زمانے کی گردش پہ غالب آتا ہے　　جو ہر نفس سے کرے عمر جاوداں پیدا

بلاشبہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے خطابات اور ایمان افروز تقاریر و تصانیف نے افکار تازہ کا کام کیا ہے اور بقول اقبالؒ

جہان تازہ کی افکار تازہ سے ہے نمود
سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا

ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنے زمانے کے جدید علوم میں کامل دسترس پیدا کر کے اپنے پیروکاروں کے لئے ایسا وسیع میدان فراہم کیا ہے جس کے اندر پنپنے، پھیلنے، پھولنے کا مناسب ماحول میسر ہوا ہے آپ کی تحقیق و تخلیق کا دائرہ نہایت وسیع اور کثیر الجہت ہے۔ علوم و فنون کے تمام موضوعات پر لکھا اور بیان کیا ہے۔ آپ کی خطابت زمانے کی ادا ٹھہری ہے۔ آپ وہ ہیں جو زمانے پیچھے نہیں چلتے بلکہ زمانہ ان کا طواف کرتا ہے۔

؎ جو عالم ایجاد میں ہے صاحب ایجاد
ہر دور میں کرتا ہے طواف اس کا زمانہ

آپ کے کچھ فیصلے انتہائی حیران کن اور انقلابی ہونے میں وقتی طور پر بعض اوقات سمجھ میں نہیں آتے تاہم وقت ثابت کر دیتا ہے کہ آپ جو لائحہ عمل اختیار کرتے ہیں حالات کے تقاضوں کے مطابق درست ثابت ہوتا ہے۔ گذشتہ تین چار سالوں سے تحریک کے سیاسی پلیٹ فارم سے جو سرگرمیاں دھرنوں کی صورت میں منظر عام پر رونما ہوئیں ان کی وجہ سے مخالفتوں اور رکاوٹوں میں مزید اضافہ ہوگیا ظاہر ہے حق کی دعوت جب اپنے تحریکی و

انقلابی مرحلے میں داخل ہوتی ہے تو مشکلات اور رکاوٹیں بڑھ جایا کرتی ہیں لیکن یہ مرد آہن تندی باد مخالف کی پرواہ کئے بغیر اپنے مشن اور دین حق کی سرفرازی کو جاری و ساری رکھے ہوئے آگے ہی آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ مایوسی اور ناامیدی ذرہ بھر بھی آپ کے فکر و عمل میں نظر نہیں آتی۔ زمانے کی مخالفتوں کی پرواہ کئے بغیر اپنے آپ کو دین اسلام کے فروغ کے لئے وقف فی سبیل اللہ کئے ہوئے یہ کردار صرف آپ کی شایان شان ہی ہے۔

علامہ اقبال نے ایسے مرد قلندر کے لئے کیا خوب کہا ہے:

مہر و مہ و انجم کا محاسب ہے قلندر　　　ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر

شیخ الاسلام کی جدوجہد ایک ایسے سنگ میل کا نام نہیں کہ جہاں سفر اختتام پذیر ہوتا ہے اور آگے کے لئے کوئی راستہ نہیں کھلتا بلکہ ایک ایسی کھڑکی کا نام ہے جو نگاہوں کے سامنے آفاق و مناظر کا ایک نیا سلسلہ کھول دیتی ہے اور نئی منزلوں کی طرف رواں دواں رہتی ہے۔

؎ حالات کے قدموں میں قلندر نہیں گرتا　　　گرتے ہیں دریا سمندر میں کبھی سمندر نہیں گرتا

آپ عزم و ہمت کا وہ عظیم پہاڑ ہیں جس کی بلندی کا اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا۔ علامہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری جدوجہد ہی میں زندگی کا راز مضمر سمجھتے ہیں۔ آپ کی انقلابی و دعوتی جدوجہد زندگی کے کسی ایک محاذ پر مرکوز نہیں بلکہ تمام جہتوں کو انفرادی سطح سے لے کر اجتماعی اور قومی سے لے کر بین الاقوامی سطح تک کے تمام پہلوؤں کو بیک وقت انقلاب آشنا کرنا آپ کی زندگی کا مقصد ہے۔

اب یہ مقصد سیاسی جدوجہد سے حاصل ہو یا مذہبی و دعوتی سرگرمیوں کے ذریعے آپ کوئی پہلو تشنہ نہیں رہنے دیتے اور نہ ہی کوئی موقع ضائع کرتے ہیں اور بے کار اور سعی لاحاصل کام کے لئے اپنا قیمتی وقت برباد نہیں کرتے۔ بعض لوگوں کو آپ کی سیاست پر بہت اعتراضات و تحفظات ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ مستقل طور پر پاکستان میں شفٹ ہو کر تسلسل کے ساتھ سیاسی و انقلابی جدوجہد کیوں نہیں جاری رکھتے یہ بات بھی اپنی جگہ وزن رکھتی ہے کہ موجودہ صورت حال میں سیاسی میدان بھی کسی سطح پر اب خالی نہیں چھوڑنا چاہئے مگر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا المیہ یہ ہے کہ وہ فقط ایک پروفیشنل سیاستدان نہیں ہیں ان کے کندھوں پر امت مسلمہ کی اصلاح احوال اور تجدید دین اسلام کی بھاری ذمہ داری عائد ہے انہوں نے 70 دن سے زائد کے دھرنے کے دوران جس طرح عزم و ہمت کا پیکر بن کر اپنا تن من دھن سب کچھ داؤ پر لگا کر عوام کو فکر انقلاب سے روشناس کروایا جو کہا سچ ثابت ہوا سب نے تائید کردی کہ قادری ٹھیک کہتا تھا مگر کیا اس قوم نے اس مرد آہن کی دعوت پر لبیک کہہ کر کما حقہ ساتھ دیا گھروں میں بیٹھ کر فقط ٹی وی کے سامنے دعائیں کرنے سے انقلاب

نہیں آجاتے اور نہ ہی انقلاب کوئی کرشماتی اور کراماتی کھیل ہے یہ اس وقت تک بپانہیں ہوسکتا جب تک پوری قوم من حیث المجموع اس کے لئے عملی جدوجہد میں حصہ لے کر اپنا کردار ادا نہ کرے۔

قرآن مجید نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے واقعات تفصیل سے بیان کئے ہیں اور بتایا کہ کس طرح قوم چالیس سال تک صحراؤں میں بھٹکتی رہی اور انقلاب کی منزل سے دور ہوگئی۔ قوموں کی زندگی میں ایسے مرحلے آتے ہیں جب قدرت انہیں اپنے حالات سنوارنے کا موقع فراہم کرتی ہے مگر یہ بھی قرآن کا آفاقی اعلان ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی قوم کے حالات نہیں بدلتا جب تک وہ خود اس کو نہ بدلے۔

؎ خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی — نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

الغرض مصطفوی انقلاب جو ہماری منزل ہے وہ شیخ الاسلام کی کاوشوں اور محنتوں کی بدولت ہم سب کی مشترکہ جدوجہد کی بدولت ہی آئے گا۔ یہ عظیم انقلاب جس کی بنیاد قرآن مجید اور سیرت مصطفیٰ ﷺ ہے کو آپ نے اپنی تمام تر شبانہ روز محنت و ریاضت سے نہ صرف مضبوط بنیادیں فراہم کردی ہیں بلکہ آپ کی ذات انقلاب کے لئے ایسا سنگ میل ثابت ہورہی ہے جس کی مثال تاریخ دینے سے قاصر ہے۔

یہ مرد آہن مستقل مزاجی اور استقامت کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے اور نئے عزائم اور منصوبہ بندی کے ساتھ آگے ہی آگے بڑھتا جارہا ہے۔ ان کی مصروفیات میں کبھی ذرہ بھر فرق نہیں آتا کام سے نہ تھکنے والا، نہ مخالفتوں سے گھبرانے والا، نہ باطل کے سامنے جھکنے والا نہ بکنے والا یہ عظیم قائد اپنے افکار تازہ سے نیا جہاں بنانے والا، جس کا بازو توحید کی قوت سے قوی ہے۔ اسلام جس کا دیس ہے جو کردار و گفتار میں مصطفوی ہے۔

؎ اس کا انداز نظر اپنے زمانے سے جدا — اس کے احوال سے محرم نہیں پیران طریق

بسا اوقات یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاید سیاسی سطح کی جدوجہد میں وقتی ناکامی سے شاید قائد تحریک یا منہاج القرآن کی اہمیت پس منظر ہوگئی ہے لیکن جس طرح سورج ایک طرف سے غروب ہوتا ہے مگر کسی دوسری سرزمین پر پوری آب و تاب سے طلوع ہورہا ہوتا ہے اسی طرح مرد مومن کی شان ہوتی ہے۔ بقول شاعر

جہاں میں اہل ایمان صورت خورشید جیتے ہیں — ادھر ڈوبے ادھر نکلے، ادھر ڈوبے ادھر نکلے

آپ کی شخصیت کا نمایاں پہلو استقامت ہے یہ مرد حق جس بھی کام کا آغاز کرتا ہے اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے اور حضور ﷺ کے تصدق سے کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیتا ہے۔ ناممکن کام کو ممکن بنادیتے ہیں تحریک منہاج القرآن کے بڑے بڑے کروڑوں کی لاگت کے پروجیکٹ کس طرح پایہ تکمیل کو پہنچے کہ دیکھنے والے حیران ششدر رہ گئے۔

مثلاً منہاج القرآن یونیورسٹی کمپلیکس، گوشہ درود، آغوش کمپلیکس اور بیت الزہراء جیسے عظیم الشان منصوبے نہایت قلیل عرصے میں پایہ تکمیل کو پہنچے اور آج تحریک منہاج القرآن کے شرق تا غرب کروڑوں کے نہیں اربوں کے پروجیکٹ مذہبی اور سماجی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہے ہیں۔ آپ جس کام میں ہاتھ ڈالتے ہیں کامیابی آپ کے قدم چومتی ہے۔ عروج و استقلال اور استقامت کا یہ عظیم شاہکار کبھی پس ہمت ہونا تو دور کی بات ہے مایوسی اور نا امیدی کی گرد بھی آپ کو چھو نہیں سکتی۔ لوگوں کی طعن و تشنیع، الزامات کی بھرمار، طرح طرح کی رکاوٹیں، آپ کے پایہ استقلال میں لغزش نہ لا سکی اور آپ نے اپنی منزل کے حصول کے لئے راہیں ضرور بدلیں، اپنی حکمت عملی میں وقت کے تقاضوں کے مطابق تبدیلی لائے مگر نہ ہی اپنی منزل کو بھولے نہ نشان منزل کو۔

یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم　　　جہاد زندگانی میں ہیں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

کاش میری قوم کو ہدایت کی وہ روشنی نصیب ہو جائے وہ شعور و آگاہی کی منزل کو پالے حق و باطل کی تمیز پیدا ہو اور اس عظیم مرد آہن کی عظیم قیادت میں انقلابی جدوجہد میں اپنا کردار ادا کرے۔ علامہ اقبال نے بھی یہی مرض کا علاج بتایا ہے کہ کسی کی فیضان نظر کے بغیر تربیت نہیں ہوتی اس لئے کسی مرد حق کی صحبت و سنگت اختیار کرنا ضروری ہے۔

؎ خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں　　　تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

اب میں علامہ اقبال کے یہ اشعار آپ کی نظر کرتی ہوں جو غالباً آپ کے لئے ہی لکھے گئے ہیں:

تجھ پہ ہو آشکار بندہ مومن کا راز　　　اس کے دنوں کی تپش اس کی شبوں کا گداز
اس کا مقام بلند اس کا خیال عظیم　　　اس کا سرور، اس کا شوق اس کا نیاز اس کا ناز
خاکی و نوری نہاد، بندہ مولا صفات　　　ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل　　　اس کی ادائے دلفریب اس کی نگاہ دلنواز

☆☆☆☆☆

انتباہ!

یہ بات مرکز کے نوٹس میں آئی ہے کہ تحریک منہاج القرآن کے تنظیمی اور ذیلی فورمز کے بعض عہدیدار اور کارکنان گوادر اور دیگر ہاؤسنگ سوسائیٹیز میں پلاٹوں کی خرید و فروخت کا کاروبار کر رہے ہیں۔ یہ ان احباب کا ذاتی کاروبار ہے اور تحریک منہاج القرآن کا ان کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ احباب لین دین/نفع نقصان کے خود ذمہ دار ہوں گے اور کسی کو بھی کسی بھی قسم کی کوئی شکایت مرکز میں لانے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری ۔۔۔ عظیم مصلح

محمد احمد طاہر

ہم لوگ چراغوں کی طرح ظلمتِ شب میں جل جل کے زمانے کو جلا دیتے رہیں گے
طوفاں اٹھیں، آندھیاں راہوں کو مٹا دیں ہم لوگوں کو منزل کا پتہ دیتے رہیں گے

''اصلاح معاشرہ'' ایک ایسا خوشگوار فریضہ ہے جس کی ضرورت و اہمیت اور افادیت ہر دور میں مسلّم رہی ہے۔ اگر تاریخ بنی نوع انسان پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو یہ بات اظہر من الشّمس ہوتی ہے کہ معاشرے میں جب بھی کسی قسم کا بگاڑ پیدا ہوا تو خالق کائنات نے انبیاء و رسل عظام (علیہم السلام) کی شکل میں مصلحین (Reformers) مبعوث فرمائے اور یہ سلسلہ نبی آخرالزمان حضرت محمد ﷺ پر اختتام پذیر ہوا۔

بعد ازاں آپ ﷺ کے فرمان اقدس انا خاتم النبیین لانبی بعدی کی روشنی میں پھر یہ ذمہ داری ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' اور ''علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل'' کے مصداق امت مصطفوی کے جید علماء کرام اور صلحاء عظام کو منتقل کردی گئی۔ الحمدللہ یہ فریضہ ان نفوس قدسیہ نے بھرپور نبھایا ہے اور تاامروز نبھارہے ہیں اور (ان شاء اللہ) یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

ان مصلحین (Reformers) نے اپنی اپنی بساط اور صلاحیتوں کے مطابق نامساعد حالات میں بھی اصلاح امت کا فریضہ سرانجام دیا۔ اللہ جل وعلا نے ہر صدی میں ایک یا ایک سے زائد مجددین و مصلحین مبعوث فرمائے۔ ان میں سے چند اسماء گرامی ملاحظہ فرمائیں:

پہلی صدی

۱۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ (م ۱۰۱ھ)
۲۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ (م ۱۵۰ھ)
۳۔ حضرت امام محمدؒ (م ۱۸۷ھ)
۴۔ حضرت امام مالکؒ (م ۱۹۹ھ)

دوسری صدی

۱۔حضرت امام محمد بن ادریس الشافعیؒ (م۲۰۴ھ) ۲۔حضرت امام احمد بن حنبلؒ (۱۶۴ھ)

۳۔حضرت امام حسن بن زیاد حنفیؒ (م۲۰۴ھ)

تیسری صدی

۱۔حضرت امام ابوجعفر طحاویؒ (م ۲۳۹ھ) ۲۔حضرت امام ابوجعفر طبریؒ (۳۲۴ھ۔۳۱۰ھ)

۳۔حضرت امام محمد بن جریر طبریؒ (م ۳۱۱ھ) ۴۔حضرت امام ابومنصور ماتریدیؒ (م۳۳۳ھ)

۵۔حضرت امام ابوالحسن اشعریؒ (م۳۳۰ھ)

چوتھی صدی

۱۔حضرت امام ابوحامد الاسفرائینی (م ۴۷۱ھ بمطابق ۱۰۸۰ء) ۲۔حضرت امام باقلانی احمد بن طیب (م۴۰۳ھ)

پانچویں صدی: حضرت امام محمد بن محمد غزالیؒ (م۴۵۰ھ)

چھٹی صدی: حضرت سیدنا غوث الاعظمؒ (۴۷۱ھ)

ساتویں صدی

۱۔حضرت امام تقی الدین الدقیق العیدؒ (م۷۰۲) ۲۔حضرت شیخ عمر شہاب الدین سہروردیؒ (۵۳۶ھ۔۶۳۲ھ)

آٹھویں صدی

۱۔حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ (ولادت ۶۳۶ھ)

۲۔حافظ زین الدین عراقیؒ (م ۸۰۶ھ بمطابق ۱۴۰۲ء) ۳۔حضرت امام سراج الدین بلقینیؒ (۸۲۸ھ بمطابق ۱۴۶۲ء)

۴۔حضرت امام شمس الدین الجزریؒ (م۸۳۳ھ بمطابق ۱۴۲۸ء)

نویں صدی

۱۔حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ (۹۱۱ھ بمطابق ۱۵۰۵ء) ۲۔حضرت امام شمس الدین سخاویؒ (۹۰۳ھ بمطابق ۱۴۹۴ء)

دسویں صدی

۱۔محدث کبیر علامہ ملا علی قاریؒ (م ۹۱۱ھ) ۲۔علامہ شہاب الرملیؒ

گیارہویں صدی

۱۔ شیخ احمد فاروقی الف ثانی سرہندی (۹۷۱ھ بمطابق ۱۰۳۲ء) ۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (۹۵۸ھ بمبابق ۱۵۵۱ء)

بارہویں صدی

۱۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ۲۔ سلطان محی الدین اورنگزیب عالمگیرؒ (۱۰۲۷ھ بمطابق ۱۶۱۸ء)

۳۔ محمد عبدالباقی الزرقانیؒ (م۱۱۲۲ھ بمطابق ۱۷۰۱ء) ۴۔ حضرت امام عبدالغنی نابلسیؒ (م۱۱۴۳ھ بمطابق ۱۷۳۱ء)

تیرہویں صدی

۱۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م ۱۲۳۹ھ بمطابق ۱۸۲۴ء)

۲۔ شاہ غلام علی دہلویؒ (۱۲۴۰ھ بمطابق ۱۸۲۵ء)

۳۔ علامہ سید محمد امین بن عمر عابدین شامی (م۱۲۵۲ھ بمطابق ۱۸۳۶ء)

چودہویں صدی

۱۔ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلویؒ (۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۱ء)

۲۔ شیخ علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانیؒ (۱۳۵۰ھ بمطابق ۱۹۴۱ء)

۳۔ ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ (م ۱۳۴۶ھ بمطابق ۱۹۳۸ء)

پندرہویں صدی

شیخ الاسلام ڈاکٹر علامہ محمد طاہرالقادری مدظلہ العالی جوفروری 1951ء کو سرزمین جھنگ میں پیدا ہوئے۔ رواں سال 19 فروری 2017ء کو آپ کی عمر مبارک 66 برس ہوجائے گی۔ آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے وہ مقام حاصل کیا ہے کہ چار دانگ عالم میں آپ کا شہرہ ہے اور عرب وعجم میں آپ کو ’’شیخ الاسلام‘‘ کے عظیم لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔ شیخ الاسلام کی زندگی کے کئی گوشے ہیں جیسے محدث، مبلغ، فقیہ، معلم، مقرر، سیاستدان، وکیل، سفیر امن، مصلح، عالم، مفتی، مناظر، مفسر، مصنف، منتظم۔

آپ مدظلہ نے اپنی زندگی کے ہر گوشے پر گرانقدر خدمات سرانجام دیں مگر بطور مصلح (Reformer) آپ کی خدمات عالیہ ناقابل فراموش ہیں۔

مملکت خداداد پاکستان گذشتہ کئی دہائیوں سے مشکلات کا شکار ہے۔ آج ان مشکلات اور مسائل کو دیکھ

کر پاکستان کو مسائلستان (شومئی قسمت) کہنا بجا لگتا ہے۔ شیخ الاسلام مدظلہ نے نہ صرف ان معاشرتی مسائل کی نشاندہی کی بلکہ ایک ایک معاشرتی مسئلے کا باقاعدہ حل تجویز فرمایا۔

ہر مسئلے پر باقاعدہ تصنیف (کتاب) لکھی۔ ان کتب میں نہ صرف عوام کو مخاطب کیا گیا ہے بلکہ بعض مسائل کے حل کے لئے صاحبان اقتدار کو بھی نہ صرف خطاب کیا گیا ہے بلکہ انہیں جھنجھوڑ کر ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا گیا ہے۔

آپ کی اصلاحی کوششوں کا دائرہ کار صرف پاکستان کی حد تک مقید نہیں ہے بلکہ امت مسلمہ کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اصلاح انسانیت تک پھیلا ہوا ہے۔ ذیل میں دیئے گئے جدول میں آپ کی تحریر کردہ اصلاح معاشرہ پر مبنی کتب کا جائزہ لیجئے:

اسلامی مسئلہ اور اس کا اسلامی حل، عصر حاضر فلسفہ اجتہاد، مذہبی اور غیر مذہبی علوم کے اصلاح طلب پہلو، ایمان پر باطل کا حملہ اور اس کا تدارک، بلاسود بنکاری اور اسلامی معیشت، فروغ امن اور انسداد دہشت گردی کا اسلامی نصاب، فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟ تربیت کا قرآنی منہاج، حقیقت جہاد، نظام مصطفیٰ ایک ایمان افروز اصطلاح، اجتہاد اور اس کا دائرہ کار، تحقیقِ مسائل کا شرعی اسلوب، اسلام اور اہل کتاب، قرآنی فلسفہ عروج و زوال، فتنہ خوارج، الجہاد الاکبر، دہشت گردی اور فتنہ خوارج (فتویٰ)، ہمارا دینی زوال اور اس کے تدارک کا سہ جہتی منہاج، فساد قلب اور اس کا علاج، معاشی مسئلہ اور اس کا اسلامی حل، دور حاضر میں طاغوتی یلغار کے چار محاذ، اسلام میں محبت اور عدم تشدد۔

یہ تمام تصانیف درج ذیل معاشرتی مسائل کی اصلاح پر مبنی ہیں:

مذہبی و دینی مسائل　　　سماجی و معاشرتی مسائل

سیاسی وحکومتی مسائل　　　معاشی و اقتصادی مسائل

ا۔ مذہبی و دینی مسائل

ا۔ اس وقت پاکستان مجموعی زوال کا شکار ہے جس میں مذہبی اور دینی مسائل بھی حل طلب ہیں۔ اس میں اولین مسئلہ ایمان کی حفاظت ہے۔ طاغوتی طاقتیں مسلمانوں کے ایمانی جذبہ کی طاقت سے خائف ہیں بایں وجہ انہوں نے مسلمانوں کے ایمان، یقین اور توکل کو کمزور کرنے کے لئے عالمی سطح پر منصوبہ بندی کی۔ بقول اقبالؒ

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا　　　روح محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

اسلام کو دے کے فرنگی تخیلات　　　اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

شیخ الاسلام مدظلہ نے ایمان پر باطل کا سہ جہتی حملہ اور اس کے تدارک پر مستقل ایک تصنیف لطیف تقریباً 150 صفحات کی تحریر فرمائی۔ اس میں تین حملے صراحت سے ذکر فرمائے اور پھر اس کے تدارک کا حل بھی تجویز فرمایا۔

۲۔ پوری امت مسلمہ بالعموم اور مسلمانان ہند بالخصوص تقریباً گزشتہ تین سو سال سے زوال کا شکار ہیں۔ آپ نے اس موضوع پر بھی قلم اٹھایا اس کا حق ادا کردیا۔ اس حوالے سے آپ نے ہمارا دینی زوال اور اس کے تدارک کا سہ جہتی منہاج پر مشتمل ایک تصنیف پیش کی۔ دراصل یہ کتابچہ ہے مگر موضوع کے اعتبار سے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا:

زوال کے اسباب	تدارک کا سہ جہتی منہاج
i۔ جدید مغربی اور مادی افکار کی یلغار	Scientific Presentation of Islam
ii۔ اہل دین کے قول وعمل کا تضاد	گفتار و کردار میں وحدت (Unity)
iii۔ مضطرب قلب و دماغ اور بے چین روح	Spiritual presentation of Islam

۳۔ ہمارے زوال نے ہمارے نظام تعلیم کو بھی متاثر کیا۔ ہمارے جدید و قدیم تعلیمی ادارے اپنی افادیت کھو چکے ہیں۔ آپ نے اس موضوع پر بھی قوم کی توجہ مبذول کرائی اور اس موضوع پر 1987ء کو ایک مستقل نہایت پر تاثیر کتابچہ مذہبی اور غیر مذہبی علوم کے اصلاح طلب پہلو تحریر فرمایا۔

۴۔ اجتہاد بھی ہمارا ایک دینی و مذہبی مسئلہ ہے۔ بہت سے مکاتب فکر اس کے حق میں ہیں اور بہت سے مکاتب فکر اس کے خلاف ہیں۔ اس پر شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے بھی آواز بلند کی تھی۔ شیخ الاسلام مدظلہ نے بھی اس مختلف فیہ مسئلہ کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اجتہاد کے فلسفے پر مشتمل 1984ء کو مختصر مگر جامع کتابچہ عصر حاضر اور فلسفہ اجتہاد قلم بند فرمایا۔ اس میں آپ نے فلسفہ کا معنی ومفہوم کے ساتھ اس کی ماہیت، اس کی ضرورت و اہمیت اور افادیت واضح فرمائی۔

علاوہ ازیں اسی موضوع پر ایک اور کتابچہ 1984ء میں ہی بعنوان اجتہاد اور اس کا دائرہ کار تحریر فرمایا۔ کتابچہ ھذا میں اجتہاد اور اس کے دائرہ کار کو نہایت خوبصورت انداز میں بیان فرمایا۔ آپ نے یوں بیان کیا:

آج انفرادی اجتہاد کی بجائے ریاستی سطح پر اجتماعی اجتہاد کیا جائے۔

۵۔ ہمارے دینی ومذہبی مسائل کا ایک پہلو تحقیق و استنباط مسائل کا اختلاف ہے۔ ہمارے ہاں ہر مکتبہ فکر اس سلسلہ میں الگ الگ من پسند طریقہ کار اپنائے ہوئے ہے اور صرف اسی کو صائب سمجھتا ہے۔ شیخ الاسلام

مدظلہ نے اس موضوع پر بھی 1985ء میں ایک نہایت موثر کتابچہ تحقیق مسائل کا شرعی اسلوب تصنیف فرمایا۔ یہ کتابچہ تقریبا75 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں قرآن و حدیث کی روشنی میں تحقیق مسائل کا اسلوب بڑی عمدگی سے بیان کیا گیا ہے۔

۶۔ موجودہ دور میں عالمی سامراجی طاقتیں مذاہب و ادیان اور اقوام وملل کو آپس میں لڑانے کی سازشیں کررہی ہیں۔ شیخ الاسلام مدظلہ نے اس مسئلہ کی حساسیت کو سمجھتے ہوئے حال ہی میں 2014ء میں ایک نہایت خوبصورت آب زر سے لکھے جانے کے قابل تصنیف لطیف ''اسلام اور اہل کتاب'' تصنیف فرمائی ہے۔ یہ کتاب تقریباً 480 صفحات پر مشتمل ہے۔ بین المذاہب مکالمے پر نہایت موزوں تصنیف ہے۔ کتاب ہذا میں تعلیمات قرآن وسنت اور تصریحات آئمہ دین کی روشنی میں موضوع کو نہایت خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

۲۔سماجی و معاشرتی مسائل

ا۔ انسانی جسم میں قلب (دل) کو وہی مقام حاصل ہے جو ایک دارالحکومت کو کسی ریاست یا سلطنت میں ہوتا ہے۔ انسان کے جملہ افعال و اعمال کا دارو مدار قلب کی کیفیت پر ہوتا ہے۔محسن انسانیت حضور سرور کائنات ﷺ کے فرمان عالیشان کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جسے قلب کہتے ہیں۔ اگر یہ ٹھیک ہوتو پورا جسم ٹھیک ہوتا ہے اور اگر یہ خراب ہوتو پورا جسم خراب ہوجاتا ہے۔

معاشرے میں وہ لوگ جو دنگا فساد اور ظلم و زیادتی کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دراصل اپنے فساد قلب کا شکار ہوتے ہیں۔ شیخ الاسلام مدظلہ نے اسی فلسفہ کے پیش نظر ''فساد قلب اور اس کا علاج'' تقریباً 130 صفحات پر مشتمل 1989ء کو تحریر فرمائی۔ اس کتاب کے پانچ ابواب ہیں۔ اس میں فساد قلب کی مختلف صورتیں اوران کا علاج تجویز فرمایا ہے۔

فساد قلب کی صورتیں	فساد قلب کا علاج
i۔اللہ تعالیٰ سے تعلق بندگی کا انقطاع اور اس کے اسباب	i۔صحبت صلحاء اور ذکر الٰہی
ii۔حضور ﷺ سے تعلق غلامی کا انقطاع اور اسکے اسباب	ii۔طریق زہد یا طریق عشق

۲۔ ہر دور میں حق اور باطل کے درمیان معرکہ رہا ہے۔ بقول اقبالؒ

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز ۔۔۔ چراغ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی است

موجودہ دور میں بھی سامراجی و طاغوتی طاقتوں نے امت مسلمہ کے خلاف اپنی سازشوں کے مختلف محاذ کھول رکھے ہیں۔ شیخ الاسلام مدظلہ نے اسی موضوع پر نہایت موزوں کتابچہ تحریر فرمایا اور امت مسلمہ کو بالعموم اور

پاکستانی قوم کو بالخصوص متنبہ فرمایا۔ اس کتابچے کا عنوان ہے ''دور حاضر میں طاغوتی یلغار کے چار محاذ''۔ اس کتابچے میں امت مسلمہ پر ہونے والے چار سمت سے حملوں کو نہایت خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے۔

پہلا حملہ: مادیت (روحانیت سے دوری)

دوسرا حملہ: اشراقیت (آزاد خیالی اور آزاد روی)

تیسرا حملہ: متنبیت (جھوٹی نبوت، مجددیت اور قیادت کے دعویدار)

چوتھا حملہ: معرضیت (بانیٔ اسلام سے دوری)

۳۔ امت مسلمہ بالعموم اور پاکستانی قوم بالخصوص تفرقہ بازی اور فرقہ پرستی کا شکار ہے۔ اس سے مسلم وحدت یا تو ختم ہوچکی ہے یا ختم ہوتی جارہی ہے۔ اسی سے امت مسلمہ باہم دست و گریباں ہے۔

شیخ الاسلام مدظلہ العالی نے اس موضوع پر اتنی شاندار اور موزوں کتاب لکھی کہ موضوع کا حق ادا کردیا۔ یہ کتاب جنوری 1985ء کو شائع ہوئی۔ کتاب ھذا تقریباً 110 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں تفرقہ بازی کیوں ہوتی ہے؟ اس کے اسباب وعلل کی نشاندہی کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں تفرقہ بازی کے خاتمے کے لئے نہایت کارآمد نسخہ ہائے کیمیا تجویز فرمائے ہیں۔ کتاب فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟ کے عنوان سے معنون کی گئی ہے۔ آپ نے اتحاد واخوت کے فروغ اور فرقہ پرستی کے خاتمہ کا ممکن لائحہ عمل یوں تجویز فرمایا:

i۔ عقائد واعمال کے مشترک پہلو اور بنائے اتحاد

ii۔ مثبت اور غیر تنقیدی اسلوب تبلیغ

iii۔ حقیقی رواداری کا عملی مظاہرہ اور اکراہ کا قرآنی فلسفہ

iv۔ دینی تعلیم کے لئے مشترکہ اداروں کا قیام

v۔ علماء کے لئے جدید عصری تعلیم کا انتظام

vi۔ تہذیب واخلاق کے لئے موثر روحانی تربیت کا انتظام

vii۔ فرقہ پرستانہ سرگرمیوں کے خاتمے کے لئے چند قانونی اقدامات

۴۔ علاوہ ازیں قوموں کے عروج و زوال کے فلسفہ پر مشتمل نہایت خوبصورت اور دل پذیر کتابچہ بعنوان قرآنی فلسفہ عروج و زوال تحریر فرمایا۔

۵۔ آج کی نوجوان نسل دین سے بغاوت اختیار کرچکی ہے۔ عقائد کمزور ہوچکے ہیں اور ذوق بندگی سے کوسوں دور جاچکے ہیں۔ ایسا کیسے ہوا ہے اور ایسا کیوں ہوا ہے؟ اس موضوع پر نہایت پرسوز انداز میں ایک

کتابچہ ’’نوجوان نسل دین سے دور کیوں‘‘؟ تحریر فرمایا۔

۶۔ دین سے دوری کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے رویوں میں پیار، امن اور محبت نکل چکی ہے اور نفرت، کدورت اور انتہا پسندی بھر آئی ہے۔ شیخ الاسلام مدظلہ نے اسی تناظر میں ایک نہایت خوبصورت اور دل کو موہ لینے والی کتاب ’’اسلام میں محبت اور عدم تشدد‘‘ تصنیف فرمائی۔ کتاب ہذا گذشتہ برس 2015ء میں شائع ہوئی۔ کتاب تقریباً 280 صفحات پر مشتمل ہے۔

۷۔ شیخ الاسلام مدظلہ کا نہایت خوبصورت تجدیدی کارنامہ ’’فروغ امن اور انسداد دہشت گردی‘‘ کے اسلامی نصاب کی اشاعت ہے۔ آپ نے معاشرے کے مختلف طبقات کے لئے الگ الگ نصاب مرتب فرمایا ہے۔

i۔ نصاب برائے طلباء و طالبات

ii۔ نصاب برائے اساتذہ، وکلاء اور دیگر دانشور طبقات

iii۔ نصاب برائے ریاستی سیکورٹی کے ادارہ جات اور افسران

iv۔ نصاب برائے آئمہ، خطباء اور علماء

(جاری ہے) ☆☆☆☆☆

گمشدہ کی صحیح وسلامت بازیابی کے لئے وظیفہ: یَا مُعِیدُ

فوائد و تاثیرات

اس وظیفہ کے پڑھنے سے پریشانی دور ہوجاتی ہے۔ اگر اس کے ساتھ المبدئ ملا کر یَا مُبْدِئُ یَا مُعِیدُ پڑھا جائے تو بھولی ہوئی چیز یاد آ جاتی ہے اور مخفی امور اس پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔

- اگر کوئی گھر سے غائب ہو جائے تو اس وظیفہ کو سات دن متواتر ۷۰ مرتبہ روزانہ گھر کے چاروں طرف پڑھتے رہنے سے غائب ہونے والا صحیح سلامت واپس آ جائے گا یا اس کی اطلاع مل جائے گی، اسی طرح گمشدہ چیز بھی مل جاتی ہے۔

عام معمول

اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

- اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن، ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔

وظیفہ برائے ازالۂ درد و غم: یَا مُحْیِی

فوائد و تاثیرات

اس اسم پاک کے ورد سے درد و غم سے نجات ملتی ہے اور کسی عضو کے ضائع ہونے کا خوف زائل ہو جاتا ہے، دل نورِ الٰہی سے بھر جاتا ہے اور بدن میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

عام معمول

اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس کا ورد سو (۱۰۰) مرتبہ روزانہ کریں۔

- اس وظیفہ کو حسب ضرورت ۱۱ دن، ۴۰ دن یا اس سے بھی زیادہ عرصہ کے لئے جاری رکھ سکتے ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا
فروغِ امن اور انسدادِ دہشت گردی کیلئے اِسلامی نصاب
اسلام میں محبت اور عدمِ تشدد
الأحكام الشرعية
دہشت گردی اور فتنۂ خوارج
مبسوط تاریخی فتویٰ
اسلام اور اہلِ کتاب
الوفا في رحمة النبي المصطفى
ISLAM ON MERCY AND COMPASSION
ISLAM ON LOVE AND NON-VIOLENCE
الجهاد الأكبر
ISLAM ON SERVING HUMANITY
ISLAMIC CURRICULUM ON PEACE AND COUNTER-TERRORISM
For Clerics, Imams and Teachers
ISLAMIC CURRICULUM ON PEACE AND COUNTER-TERRORISM
For Young People and Students
ISLAMIC CURRICULUM ON PEACE AND COUNTER-TERRORISM
Further Essential Reading
Islamic Spirituality and Modern Science
The Scientific Bases of Sufism
MUHAMMAD THE MERCIFUL
PEACE, INTEGRATION AND HUMAN RIGHTS
RELATIONS OF MUSLIMS AND NON-MUSLIMS
THE SUPREME JIHAD
FATWA ON TERRORISM AND SUICIDE BOMBINGS
SHAYKH-UL-ISLAM DR MUHAMMAD TAHIR-UL-QADRI
MINHAJ-UL-QURAN INTERNATIONAL

ہر ایک سجدہ مقبولِ خدا ہوجائے!
تیری دعاؤں کے سنگ رب کی رضا ہوجائے!
ملیں اس سال میں تجھ کو اس قدر خوشیاں
ہزار سال تک غم تجھ سے خفا ہوجائے!

ہم **شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری** کو ان کی

66 ویں سالگرہ پر دل کی عمیق گہرائیوں سے **مبادکباد** پیش کرتی ہیں

اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں عمر خضر اور صحت دائمہ سے نوازے اور آپ کو اپنے مشن میں سرخروئی اور کامیابی عطا فرمائے۔

ہمیں تادم آخر آپ کی رفاقت میں مشن مصطفویؐ کی جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے رکھے۔ آمین

منجانب: **منہاج القرآن ویمن لیگ (یو۔کے)**